بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہیں شر عجب کھائیں گے جھوٹ غلاں سے عجب نے غرانے والے

بڑے خاک ہو جائیں ہر کیا ہیں ان کا چرچا رہیگا

قال اللہ تعالیٰ قد بیّنّا لکم الآیات ان کنتم تعقلون

الحمد للہ والمنۃ

کہ

یہ مکمل مناظرہ ہدایت اقبالہ نافع عجالہ باطل و اہل باطل کو نیست و نابود کرنیوالا

مسمّی بہ

دبوس المقلدین

علیٰ

رؤس الشیاطین

جو

غرہ شوال ۱۳۴۲ھ کو قلعہ گوجر سنگھ لاہور میں مولوی عبد المجید سوہدری اور فاضل نوجوان حضرت مولانا مولوی سید ابو البرکات سید احمد صاحب مد ظلہ العالی سنی حنفی قادری رضوی الوری (صدر انجمن حزب الاحناف ہند لاہور) کی مابین ہوا جسمیں لاہور کے ہزارہا مسلمان اور ہر فرقہ کے کثیر التعداد آدمی شریک تھے۔

المشتہر: محمد بدر الدین عطار قلعہ گوجر سنگھ لاہور

از رشحاتِ قلم ہدایت رقم اعلیحضرت مولینا احمد رضا خانصاحب علیہ الرحمۃ

دشمن احمد پہ شدت کیجیے ملحدوں کی کیا مروت کیجیے

ذکر ان کا چھیڑئے ہر بات میں چھیڑنا شیطاں کا عادت کیجیے

مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں ذکر آیات ولادت کیجیے

غیظ میں جل جائیں بیدینوں کے دل یا رسول اللہ کی کثرت کیجیے

کیجیے چرچا انہیں کا صبح و شام جان کافر پر قیامت کیجیے

آپ درگاہ خدا میں ہیں وجیہ ہاں شفاعت بالوجاہت کیجیے

حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب اب شفاعت بالمحبت کیجیے

اذن کب کا مل چکا اب تو حضور ہم غریبوں کی شفاعت کیجیے

ملحدوں کا شک نکل جائے حضور جانب مہ پھر اشارت کیجیے

شرک ٹھہرے جسمیں تعظیم حبیب اس برے مذہب پہ لعنت کیجیے

ظالمو محبوب کا حق تھا یہی عشق کے بدلے عداوت کیجیے

والضحی حجرات الم نشرح سے پھر مومنو اتمام حجت کیجیے

بیٹھتے اٹھتے حضور پاک سے التجا و استعانت کیجیے

یا رسول اللہ دہائی آپ کی گوشمال اہل بدعت کیجیے

غوث اعظم آپ سے فریاد ہے زندہ پھر یہ پاک ملت کیجیے

یا خدا تجھ تک ہے سب کا منتہی اولیا کو حکم نصرت کیجیے

میرے آقا حضرت اچھے میاں
ہو رضا اچھا وہ صورت کیجیے

مناظرہ قلعہ گوجر سنگھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق الانسان ۔ وعلمہ البیان

واعطاہ سمعا وبصرا وعلما فرقان ۔ وجعلہ مظہر صفات

الرحمن ۔ ولم یجعلہ معدوما بفناء الابدان ۔ والصلوۃ

والسلام الاتمان الاکملان علی السمیع البصیر العلیم الخبیر اعنی

الملک المستعان ۔ المولی الکریم الرؤف الرحیم العظیم الشان

سیدنا ومولانا محمدن النافذ حکمہ فی عوالم الامکان

وعلی آلہ وصحبہ وابنہ الغوث الباہر السلطان ۔ الحی

المنعم فی القبر المکرم بفضل المنان ۔ وعلی سائر اولیاء

امتہ وعلماء ملتہ اولی العلم والعرفان ۔ وعلینا معہم

وبہم ولہم یا جلیل الاحسان ۔ وحم

نسبت ہ کے انشا کا مدعا

کے میدان لکھ کر آپ کو ی

ایک مدت سے اہل قلعہ گوجر سنگھ کو غیر مقلدین اور وہابیہ گروہ
نے پریشان کر رکھا تھا اٹھتے بیٹھتے راتدن کی میں میں توتو ہوتی رہتی تھی ۔
آخر عمائدین قلعہ گوجر سنگھ نے فیصلہ کیا کہ جب ہر وقت مناظرہ مناظرہ کی صدائیں
یہ بلند کرتے پھرتے ہیں تو اس قصہ کو طے ہی کیوں نہ کر لیا جائے۔ آخرش گروہ مخالف
کے نمائندوں سے کہدیا گیا کہ فضول بک بک اچھی نہیں اپنے کسی مولوی کو بلا لاؤ وہ
آکر مجمع عام میں ہمارے عالم سے فیصلہ کرے تاکہ حق و باطل کا اظہار عوام پر ہو جائے
جب مناظرہ کی سنی تو گھبرائے آخر دبوچ دباچ کر مولوی عبدالمجید کو امادہ
کر لیا چیلنج مناظرہ اہلسنت کو دے دیا اہل سنت نے فوراً حضرت مولانا ابوالبرکات
سے جاکر عرض کی وہ بطیب خاطر مقام مناظرہ پر رونق افروز ہو گئے۔

عرف عوام میں مناظرہ کو بھی تماشہ سمجھا جاتا ہے۔ جس کے کان میں ذرا
[illegible]نک بھی پہنچ گئی وہ رواں دواں جلسہ گاہ میں موجود ہو گیا یہی سبب تھا کہ بلا
اعلان ہزاروں کا اجتماع ہو گیا۔ دو رویہ باقاعدہ اسٹیج لگی ہوئی تھیں
ہمارے مولانا ایک طرف کے اسٹیج پہ اور فریق مخالف کے مناظر دوسری
اسٹیج پہ تھے *

قبل اس کے کہ حقیقت مناظرہ ناظرین کے پیش ہو یہ ظاہر کر دینا ضروری
معلوم ہوتا ہے کہ یہ مناظرہ دو یوم میں ختم ہوا۔ آٹھ گھنٹہ مناظرہ رہا جب فریق
مخالف لاجواب ہو کر خائب و خاسر چلا گیا تو ہملوگوں نے حضرت مولانا سے
[illegible]کی کہ یہ مناظرہ شائع ہو جائے لیکن مولانا نے فرمایا کہ اس مناظرہ
[illegible]ن پہ تو حق ظاہر ہو ہی گیا لیکن ان کی کذب گوئی کا اور انتظار
[illegible]مناظرہ شائع کر کے اپنی فتح اور آپکی شکست دکھائیں گے
ہملوگوں کو سخت بیچینی سے اس مناظرہ کی اشاعت

کاشوق تھا مگر مولانا کے حکم سے مجبور خاموش بیٹھے تھے کہ یکایک جمعہ کے روز
ہماری نظر سے ایک کتاب گذری جسکا نام "حقیقت مناظرہ مابین اہلحدیث ومقلدین"
تھا۔ دیکھا تو مولانا کی پیشین گوئی کا ثبوت ملا۔ اور غیر مقلدین کے دین و دیانت
صاف معلوم ہوگئی۔ کتاب کل شش ورقی۔ اوسکا انقسام اسطرح کہ پہلا
صفحہ ٹائیٹل سے سیاہ دوسرا اور اخیر صفحہ اشتہار بازی سے پر تیسرا اور چوتھے کا
آدھا صفحہ تمہید کاذب سے مملو۔ اب بارہ صفحوں میں سے ساڑھے چار صفحوں
میں بیکار حشو وزوائد مغلوبہ کی بھرمار تھی اور ساڑھے سات صفحہ میں مختصر مناظرہ
جو سراسر کذب کا طومار تھا موجود ملا۔
مصرعہ چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔ خدا کے بندے کو کم
از کم چھپواتے وقت یہ تو سوچ لینا تھا کہ اس کذب کا بار کس پر پڑے گا
آخر لاہور کے ہزارہا مسلمان اسے دیکھکر کیا کہیں گے لیکن شکم پروری
کذب گوئی کا بھلا ہو۔ تمام امور فراموش کرکے اپنے دل کی پوری کرنیکو
جی کا نام خوبی رکھکر جو دل میں آیا لکھ ہی مارا۔
اس میں تو شک نہیں کہ گروہ وہابیہ کے پیشواؤں نے مناظرہ کے لئے اپنی
اوس میٹنگ میں جو مسجد چینیانوالی میں انتخاب مناظر کی غرض سے
ہوئی تھی اول روپڑی صاحب کو تجویز کیا جو مناظر غیر مقلدین لیکر جائے
فاضل نوجوان واعظ خوش بیان مولانا ابو البرکات کے مقابلہ
سے رو پڑے تو بیچارے مولوی عبدالمجید کے سر پر بار گراں
روپڑی کے مقابلہ میں انکو بڑا مناظر سمجھا۔ آخر نہ آتے تو کیا کہ
تو ضرور ہوگا کہ کسی بہانہ سے پیچھا چھڑا لیں لیکن بہت سے انشا کا دبدبہ
ایسے واقع ہوئے ہونگے جنہوں نے مجبور کر کے میدان لکھ کر آپ کو...

ہی دیا۔ قصہ مختصر۔ میدان مناظرہ میں شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے عبدالمجید کی ہمت نہ پڑی کہ آتے بلکہ اور صاحب بھیجے گئے ؎
آتے ہی کہتے ہیں السلام علیکم ناظرین کرام معاف فرمائیں محض السلام علیکم ہی ہماری فتحیابی کی پہلی دلیل تھی۔ اس لئے کہ نور مجسم رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے لفظ سلام مخصوص فرمایا ہے۔ مومنین کیلئے اھل اسلام کے واسطے۔ اور یہ سلام اوس جماعت کو کیا گیا جو اونکے زعم باطل میں مشرک تھے۔ ظاہر ہے کہ یارسول اللہ کہنا شرک اور مرتکب فعل شرک مشرک۔ اس سے ظاہر ہوگیا تھاکہ زبان سے اگرچہ یہ شرک کہکر ہملوگوں کو مشرک کافر بنا رہے ہیں لیکن ان کا ضمیر ان کے خلاف ہے اور ترجمان ضمیر زبان ہے۔ یہی وجہ تھی کہ مجبور بے تحاشہ زبان سے مسلمانوں کے لئے السلام علیکم نکل ہی گیا ؎
لیکن چونکہ ہمارے نزدیک وہ بوجہ اہانت ذات اقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسلمان نہیں۔ ہماری طرف سے انہیں جواب وعلیکم السلام نہیں ملا۔ بلکہ ہمارے مولوی صاحب نے بموجب حکم۔ شرع فرمایا "وعلیکم کیا جناب مناظر ہیں"
ب۔ جی میں فرستادہ ہوں مناظر صاحب کا کہ شرائط مناظرہ طے

ا آپ کے مناظر صاحب ہیں شرائط طے کرنے کی قابلیت نہیں آپ سے استمداد کرتے ہیں
کی بابت تو آپ جائیں اور وہ میں تو بحیثیت ایلچی کے ہوں بحیثیت ایلچی ہیں تو منظور کردہ شرائط کیونکر مسلم ہو

ہو سکینگی جائیں او نہیں خود لائیں

لامذہب - اے حضرت ایلچی نہیں وکیل ہوں - میری منظور کردہ شرائط وہ نہ صرف منظور کریں گے بلکہ انہیں کی منظور کردہ سمجھی جائینگی ۔

مولانا - تو کیا آپ ان سے زیادہ قابل ہیں وکیل کی مدد کی تب حاجت ہوتی ہے جب موکل ناقابل ہو پھر ناقابل سے مناظرہ کیا بہتر ہو کہ آپ سے مناظرہ کیا جاوے اور آپ کے موکل کی شکست و نصرت مانی جائے

لامذہب - صاحب میں جس کام کے لئے آیا ہوں وہ کہہ لیجئے (اپنے موکل عبدالمجید کی طرف مخاطب ہو کر) مولوی صاحب کہہ دو تا کہ ان کی منظور کردہ شرائط مجھے منظور ہیں -

عبدالمجید مناظر - اس کی کیا حاجت ہے جب کہ سب کو معلوم ہے کہ یہ میرے فرستادہ ہیں جو شرائط مناظرہ طے کرنے آئے ہیں -

مولانا - سبحان اللہ آپکا یہ جواب سمجھ میں نہیں آتا آپ خود ہی کیوں نہ طے فرمائیں -

مناظر - وقت ضائع نہ کیجئے شرائط طے کیجئے

مولانا - کس سے کروں آپ سے یا ان سے

مناظر - ان سے ہی کیجئے جو ان کے آپ کے درمیان طے ہو جائے گا مجھے منظور ہوگا -

مولانا - (وکیل طے کنندہ شرائط سے) آپ کا نام

وکیل - اس کی کیا ضرورت ہے

مولانا - نام بتانے میں کیا نقصان ہے - اگر کسی معاملہ کے افشا کا ڈر یا خوف ہے تو خیر - ہم روئداد مناظرہ میں وکیل لکھ کر آپ کو وہی

ظاہر کر دینگے (جلسہ کا فرمائیشی قہقہہ)

وکیل۔ شرمندہ سا ہو کر۔ میرا نام مولوی اسماعیل غزنوی ہے

مولانا۔ آپ کے دو نام ہیں مولوی بھی اسماعیل غزنوی بھی

وکیل۔ خیر اور گفتگو مناظرے کرنا مجھ سے تمسخر الطے کرو

مولانا۔ متبسم ہو کر ہاں سب سے اول ایسے ثالث کی ضرورت ہے جو یقین سے کے دلائل بخوبی سمجھ سکتا ہو اور ختم مناظرہ پر بلا رد رعایت فریق منصفانہ فیصلہ دے سکتا ہو۔ تاکہ حق و باطل کا انکشاف حاضرین پر ہو جائے۔

وکیل۔ بیشک ضروری ہے۔ آپ ہی انتخاب فرمائیں

مولانا۔ میرے منتخب کردہ کو شاید آپ پسند نہ کریں بہتر ہے کہ آپ ہی بتائیں

وکیل۔ نہیں نہیں آپ ہی بتائیں ہمیں عذر نہ ہوگا۔

مولانا۔ میری نظر میں اسوقت جناب مولوی محرم علی صاحب چشتی ایڈوکیٹ ہائی کورٹ پنجاب سے بہتر دوسرا شخص نہیں نہ وہ فریقین کے عقائد و دلائل کی سمجھ کے علاوہ وسیع معلومات رکھنے والے ہیں علاوہ ازیں منصف بھی معاملہ فہم بھی حق شناس بھی۔

وکیل۔ گردن ہلا کر انکار

مولانا۔ زبانسے فرمایئے ایما جلسہ عام میں غیر معتبر ہوتا ہے

وکیل۔ جی نہیں وہ نامنظور ہیں

مولانا۔ اس کا سبب

وکیل۔ سبب کچھ نہیں اور کوئی بتائیے

مولانا۔ میں نے تو پہلے ہی کہدیا تھا میرا انتخاب آپکو منظور نہ ہوگا۔

خیر اب آپ کہئے۔

وکیل۔ ڈاکٹر اقبال صاحب کو منظور کیجئے۔

مولانا۔ یہ مناظرہ ہے یا مشاعرہ۔ ڈاکٹر اقبال صاحب شاعر ہیں۔ اس کے لیے ایسے شخص کی ضرورت ہے جو مذہبی معلومات رکھنے والا غیر جانب دار ہو

وکیل۔ وہ بڑے عالم ہیں ایم اے پی۔ ایچ۔ ڈی بیرسٹر ایٹ لا ہیں

مولانا۔ مجھے معلوم ہے لیکن مذہبی دلائل اور دینی معلومات میں وہ میرے خیال میں مولوی محرم علی چشتی صاحب پر ترجیح نہیں پا سکتے۔

وکیل۔ اچھا تو مولانا ابوالکلام آزاد کو منظور کر لیجئے۔

مولانا۔ سبحان اللہ مناظرہ اب۔ اور ثالث کو کلکتہ سے منتخب کر کے بلایا جا رہا ہے قطع نظر اس کے وہ اسم بامسمےٰ آزاد از مذہب ہیں۔ وہ اپنے ہفتہ وار الہلال میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت سے منکر ہو کر کہہ چکے ہیں کہ وہ کوئی رسول نہ تھے ایک مصلح و مجدد تھے۔ لہٰذا ایسے شخص کو۔ مسلمانوں کے تصفیہ کے لئے حکم بنانے کی اجازت معاف کیجئے آپ کا مذہب دیتا ہوگا۔ ہمیں اجازت نہیں اگر ایسے شخص کے منصف بنانے کی شریعت میں اجازت ہوتی تو شروطہاتمہ یا جائے کو ہی نہ منتخب کرتے جو ایک پیغمبر اولوالعزم کے شان میں یوں لکھ رہا ہے۔

الہلال ۲۴ ستمبر ۱۹۱۳ء بعنوان وقائق و حقائق مسیح ناصری کا تذکرہ بیکار ہے وہ شریعت موسوی کا ایک مصلح تھا پر خود کو ذہی

صاحب شریعت نہ تھا اوسکی مثال ان مجددین ملت قدیمہ اسلامیہ
کی سی تھی جنکا حسب ارشاد صادق ومصدوق تاریخ اسلام میں ہمیشہ
ظہور ہوتا رہا وہ کوئی شریعت نہیں لایا۔ اوسکے پاس کوئی قانون
نہ تھا وہ خود ہی قانون عشرت موسویہ کا تابع تھا۔

وکیل۔ وہ بھی نہیں یہ بھی نہیں تو پھر آپ فرمادیں۔

مولانا۔ چشتی صاحب کو نہ معلوم آپ کس ڈر سے منظور نہیں کرتے حالانکہ
انکی لیاقت قابلیت علمیت سے آپ ہم دونو واقف ہیں۔
اچھا خیر سید محمد امین شاہ صاحب انداربی ایڈووکیٹ ہائیکورٹ پنجاب
تو منظور ہیں

وکیل۔ جی نہیں وہ بھی نامنظور

مولانا۔ اچھا مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر ہائیکورٹ تو منظور ہیں۔

وکیل۔ یہ بھی نامنظور

مولانا۔ اسکا سبب

وکیل سبب کچھ نہیں

مولانا۔ مجمع کیطرف مخاطب ہو کر حضرات اتنا وقت فضول ضائع ہوا
اور نتیجہ کچھ نہ نکلا بقول شخصے
نتیجہ نہ نکلا تھکے سب سپاہی۔ یہاں آتے آتے وہاں جاتے جاتے
اب فرمائیے مناظرہ بغیر ثالث کسطرح ہو۔

چودھری عبدالکریم صاحب میونسپل کمشنر ساکن قلعہ گوجر سنگھ نے
فرمایا "کیا مولانا اصغر علی صاحب روحی کو منظور کرنے میں بھی
عذر ہے"

مولانا - مجھے ان سے شرف نیاز تو حاصل نہیں لیکن ان کی علمیت قابلیت
کا شہرہ سنکر بطیب خاطر منظور کرتا ہوں - بشرطیکہ وکیل و موکل منظور کرتے ہوں
وکیل - جی نہیں روحی صاحب بھی مجھے منظور نہیں۔
مولانا - چیں بجبیں ہو کر تو صاف کیوں نہیں کہتے کہ مناظرہ ہی منظور نہیں
بیکار اضاعت وقت منظور تھا (حاضرین مولانا سے)
حضرت جی ساری رات گذر جائیگی اور انہیں نہ منظور کرنا ہے نہ کرینگے
انکا مقصد ہی یہ ہے کہ بلا مناظرہ کئے پیچھا چھوٹ جائے تو ہم امن چین سے گھر
جاکر جو چاہیں لے کر اہل سنت کا فرار اپنا قرار لکھ ماریں -
آپ اپنے دعاوی مناظرہ سنکر شروع ہو جائیں - پبلک خود فیصلہ کریگی
حکم اور ثالث کی کچھ ضرورت نہیں مولانا نے ہاتھ کے اشارہ سے
جلسہ کو ساکت کر دیا وکیل سے فرمایا -
مولانا - فرمائیں پبلک کا فیصلہ منظور ہے یا اس میں بھی قیل وقال نظر
بیدمال ہے -
وکیل - پبلک کا فیصلہ تو منظور ہے لیکن اسی جگہ نہیں اپنے گھر جاکر کرلے
یہاں خاموش رہے -
مولانا - اثناء مناظرہ میں خاموش رہکر اختتام پر اظہار خیال بھی نہ
کرے تو فیصلہ کیا ہوا -
وکیل - آپ کی جماعت بڑی ہے لامحالہ وہ آپکی مؤید ہوگی اس لئے
عام جلسہ میں عوام کا فیصلہ نامنظور ہے
مولانا - متبسم ہو کر - الحمد للہ شرائط کے ساتھ مناظرہ کا بھی آپ نے خوب
فیصلہ کر دیا ہماری بڑی جماعت تو آپ کو بھی مسلّم ہے جب آپ ہمارے ہی

جماعت کو بڑی جان رہی ہیں اور حدیث نبوی کو مان رہے ہیں تو پھر چھوٹے جماعت میں کیوں شامل ہیں حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار بڑی جماعت کا اتباع کرو جو اس سے جدا ہوا جہنم میں پھینک دیا گیا

وکیل۔ میں مناظر نہیں۔ یہ باتیں مناظر سے کرنا میری بات اگر منظور ہے تو بسم اللہ مناظرہ کریجئے ورنہ ہمیں جانے دیجئے۔

مولانا۔ (حاضرین سے) حضرات جانے کی اجازت طلب ہو رہی ہے اب آپ سے میری عرض ہے کہ خاموشی سے مناظرہ سنیئے اور حق و باطل کا امتیاز کیجئے۔ ورنہ اب وکیل و موکل تشریف لے جانے کی ٹھان رہے ہیں۔

عبدالمجید۔ جھنجھلا کر میرا نام کیوں لیا جا رہا ہے میں نے کب جانے کا نام لیا ہے راست گوئی سے کام لیجئے دروغ بافی اچھی نہیں۔

مولانا حضرات سن لیا مولوی اسماعیل غزنوی کو عبدالمجید صاحب وکیل تسلیم کر چکے ہیں لیکن ابھی شرائط تو رکھی رہیں پہلے سے ہی حضرت پلٹ گئے ..... فرمائشی قہقہے....

ناظرین۔ حضرت جی گفتگو شروع کیجئے وقت ضائع ہو رہا ہے ہم خاموشی سے مناظرہ سنینگے اور آپ ہی فیصلہ کریں گے۔

رات کے دس بجے یہ معاملہ طے ہوا تو مولانا نے فرمایا کہ اپنے دعاوے لکھکر مجھے عنایت کیجئے تاکہ سلسلہ جواب و سوال شروع ہو۔

چوھری صاحب نے غیر مقلدین کے لکھے ہوئے دعاوے مولانا کو دئے ہمارے جلسہ کے صدر باتفاق عامہ حاضرین چوھری عبدالکریم صاحب مقرر

ہوئے اور فریق مخالف کے صدر محمد اسماعیل بن عبدالواحد امام مسجد چینیانوالی :-

صدر صاحب نے دس دس منٹ ہر دو فریق کو گفتگو کے لئے دئے اور پہلی شب کا انتہائی وقت مناظرہ ۲ بجے رکھا۔

بعد ازاں چودھری صاحب نے اسٹیج پر کھڑے ہو کر بغرض تفہیم عوام ایک مختصر تقریر فرمائی اور دعاوے فریق مخالف کے اس طرح سنائے

(۱) تقلید شخصی بدعت ہے

(۲) یا رسول اللہ کہنے کا قرآن وحدیث میں کوئی ثبوت نہیں۔

(۳) امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنی چاہیے

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نہیں وہ فوت ہو چکے ہیں (معاذ اللہ)

(۵) خدا کے سوا علم غیب کسی کو نہیں

(۶) علاقہ نجد وہ نہیں ہے جس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشینگوئی کی وہ اور ہے جہاں محمد بن عبدالوہاب اور ابن سعود پیدا ہوئے

یہ چھ دعاوے مندرجہ بالا منجانب اہلحدیث ثابت کئے جائینگے اور ان کی تردید حنفیہ کی طرف سے کی جائیگی۔ اور تردید قرآن و حدیث سے کی جائیگی۔ اہل حدیث یعنی غیر مقلدین قرآن و حدیث کے مقابلہ میں فقہ کے دلائل کو تسلیم نہ کرینگے۔

دستخط غیر مقلدین قلعہ گوجر سنگھ

العبد	العبد
ٹھیکیدار عبداللہ ولد میاں جیوا قلعہ گوجر سنگھ بقلم خود	حافظ محمد حسین قلعہ گوجر سنگھ کوٹھی نمبر ۵

پھر فرمایا حضرات یہ وہ مسائل ہیں جن پر بحث ہوگی مہربانی فرما کر آپ سکون و اطمینان سے سکوت کے ساتھ سنیں اثنا مناظرہ میں کسی قسم کی گڑبڑ نہ ہو تا

نعرہ اللہ اکبر ناظرین کی طرف سے بلند ہوا - اور صدر صاحب کرسئ صدارت پر تشریف فرما ہو گئے اور مولانا کو کاروائی مناظرہ کی اجازت دی اودھر مولانا کھڑے ہوئے اودھر نعرۂ رسالت یا رسول بلند ہوا - مولانا نے کھڑے ہو کر مناظر غیر مقلدین سے اس طرح گفتگو شروع فرمائی -

مولانا - چونکہ پہلا مسئلہ متنازع فیہ تقلید شخصی ہے لہذا آپ اپنی دعوے کو مدلل وضاحت کے ساتھ بیان کریں -

لامذہب مناظر - (خطبہ پڑھکر) بھائیو! ہمارا دعوے ہے کہ سوائے قران و حدیث کیسکی تقلید کرنا بدعت ہے - یعنی قرآن و حدیث کے علاوہ کسی کے قول کو بلا دلیل ماننا - اس کے پیچھے لگ جانا ناجائز ہے خواہ کسی شخص کی ہی تقلید کرتے ناجائز ہے دیکھو قران شریف میں اللہ صاحب فرماتے ہیں اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُوْا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ (ترجمہ) ٹھیرایا انھوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو مالک اپنا ورے اللہ کے اور مریم کے بیٹے مسیح کو حالانکہ ان کو تو یہی حکم ہوا ہے کہ ایک مالک کی بندگی کریں نہیں کوئی مالک سوا اللہ کے نرالا ہے اون کے شریک بنانے سے *

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں کہتے ہیں کہ حضرت عدی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ سے سنا کہ اس آیت کو پڑھکر فرماتے تھے کہ اس میں یہ مراد نہیں ہے کہ وہ لوگ اپنے عالموں اور صوفیوں کی پوجا کرتے تھے بلکہ جس چیز کو اون کے عالم اور درویش حلال کر دیتے اسکو وہ حلال سمجھ لیتے اور جسکو وہ حرام کر دیتے حرام سمجھ لیتے تھے چودھری ح اس زمانہ کے حنفی شافعی مالکی حنبلی کہ قرآن و حدیث کے مقابلہ میں ہمارے پیروں کی تقلید کرتے ہیں - سو یہ بدعت ہے - اور حدیث میں ہے

اور حدیث میں ہے کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار۔ اور اس قسم کی آئیتیں۔ حدیثیں بہت ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تقلید شخصی کرنی یا سوائے خدا اور رسول کے کسیکی پیروی کرنی بدعت و نا جائز ہے

مولانا۔(حاضرین کو مخاطب کر کے) حضرات آپ نے سن لیا مولانا کا دعوے ہے کہ قرآن و حدیث کے سوا کسی کی تقلید کرنا بدعت ہے اور بلا دلیل قرآن و حدیث کے کسی کی تقلید شخصی کرنا بدعت ہے۔ اور بلا دلیل قرآن و حدیث کسی کے پیچھے لگ جانا نا جائز ہے۔ خواہ وہ کسی مرتبہ کا ہو۔ تو مولانا کی ساری تقریر کا خلاصہ یہ ہوا کہ جس قدر مقلدین آئمہ اربعہ ہیں عام ازیں کہ وہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے متبع اور مقلد ہوں یا امام شافعی کے یا مالک و احمد حنبل۔ رضی اللہ عنہم کے پیرو وہ سب مرتکب بدعت ہو کر بدعتی ہوئے اس لئے کہ مقلدین آئمہ اربعہ اپنے اپنے امام کی تحقیق پر عامل اور کاربند ہیں تو مولانا کے نزدیک کروروں مسلمان جو تقلید آئمہ کر رہے ہیں بدعتی ہوئے اور جو بدعتی ہے وہ فاسق ہوتا ہے اور فاسق کا قول و فعل قابل اعتبار نہیں بنا بریں [illegible]ث قطب ائمہ حدیث وغیرہ عقیدہ مولانا میں فاسق ہیں دوسری صورت میں [illegible]عنت کے مستحق اور انکی خیرات عبادت ریاضت اونکا صدقہ بیکار حضور اکرم نور مجسم رحمت دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من احدث حدثا او اوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللہ منہ عدل لا صرفا

یعنی جس نے بدعت کو جاری کیا یا بدعتی کو ٹھکانہ دیا تو اوسپر خدا کی لعنت ہیں تمام فرشتوں کی اور سب انسانوں کی اللہ نہ اس کے فرض کو قبول کرے نہ صدقہ کو۔ غرضکہ مولانا کے نزدیک مقلدین آئمہ اربعہ بدعتی سوالات کا ان کے فرائض قبول۔ نہ صدقات مقبول نیز ارشاد نبوی ناہار جائیں گے۔

کُلُّ بدعۃٍ ضلالۃٌ وکُلُّ ضلالۃٍ فی النار — ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم ہیں۔ تو جب مولانا کے نزدیک تقلید شخصی بدعت وگمراہی ہے تو گویا تقلید آئمہ کرنے والے جملہ مسلمان جہنمی ہیں اعاذنا اللہ تعالےٰ چنانچہ مولانا نے اپنے دعوے کی دلیل میں حدیث مذکور کو پیش کیا ہے لہذا قبل ازیں کہ میں آیۃ متلوۃ مولانا کے متعلق جس کو مولانا نے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کیا تھا عرض کروں میں مولانا سے درخواست کرتا ہوں کہ اوّل تقلید شخصی کی جامع مانع تعریف بیان کریں اور یہ بھی فرمائیں کہ تقلید مطلق اور مطلق تقلید اور تقلید شخصی میں کیا فرق ہے۔

۳) آپ قرآن و حدیث سمجھنے میں کس مفسر اور محدث کے متبع اور مقلد ہیں۔

۴) بدعت کی کتنی قسمیں ہیں

۵) تقلید شخصی جسکو آپ نے بدعت فرمایا ہے ان اقسام میں سے کس قسم کی ہے۔

لامذہب مناظر۔ بھائیوں مجھے افسوس ہے کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہو گیا ہوں۔ میں نے مقلدین کو بدعتی کہا ہے نہ گمراہ اور نہ میں نے اونکے ناری ہونیکی بابت کوئی جملہ زبان سے نکالا یہ سب مقرر صاحب کے اپنے الفاظ ہیں۔ ہماری بات کا جواب تو دیتے نہیں عالموں ادھر ادھر کی لایعنی باتیں کر کے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں علاں کر دیئے مناظرہ سے گریز کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارا دعوٰی ہے کہ تقلید شخصی بدعت

چودھری رحمن زور تقلید شخصی کی تعریف شاہ ولی اللہ دہلی والے نے ہمارے دن کی تقلید کر کہ (بلا دلیل کسی شخصِ معین کی بات مان لینی کو تقلید

شخصی کہتے ہیں۔ اور ہم بھی اسی تعریف کو مانتے ہیں منفر صاحب ہماری بات کا جواب دیں بحث سے نہ بھاگیں ہم کہتے ہیں کہ بلا دلیل قرآن و حدیث کسیکے پیچھے لگ جانے کو تقلید کہتے ہیں اور یہ ناجائز و بدعت ہے)۔ دیکھو قرآن شریف میں صاف فرمایا ہے اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم الخ۔ جس کی تصریح تفسیر ابن کثیر سے بیان کر چکا ہوں۔ دوسری جگہ اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ یعنی کیا اونکے واسطے خدا کے شریک ہیں کہ انہوں نے راہ ڈالی ہے اونکے واسطے دین کی جس کا حکم اللہ صاحب نے نہیں دیا۔ مسلمانوں اس سے تو تقلید کا ناجائز ہونا دودھ کی طرح ظاہر ہوگیا۔ لہذا اس کی تردید کریں فضول لایعنی گفتگو بیکار ہے۔

مولانا (جلسہ کیطرف مخاطب ہوکر) حضرات فقیر نے جو کچھ کہا تھا وہ آپ کو یاد ہوگا میں مولانا کیطرح اسکو دھرا کر وقت خراب کرنا نہیں چاہتا۔ مولانا کا جواب آپ نے سن لیا۔ میں نے پانچ سوال تقلید کی بابت کئے لیکن افسوس جواب ایک کا بھی نہیں اور موقع جواب پہ کھڑے بھی ہوئے تو وہی پہلی کہانی کچھ الفاظ گھٹا بڑھا کر پھر سنادی +

اب آپ ہی اپنے دلمیں فیصلہ کریں کہ بقول مولانا مناظرہ سے میں گریز کرتا ہوں یا کون میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر ایک ماہ نہیں ایک سال بھی اسیطرح گذر گیا تو مولانا میرے سوالات کا جواب نہیں دے سکینگے۔ ٹال مٹول بناکر گھر سدھار جائیں گے۔

وقت ضائع فرمائیں گے ؏

مگر چونکہ مجھے آپ کی تفہیم مقصود ہے لہذا میں پھر مولانا سے درخواست کرتا ہوں کہ میری تقریر کو بگوش وہوش سنیں اور قرآن و حدیث سے معقول جواب دیں ۔

آپ فرماتے ہیں کہ تقلید شخصی بدعت و نا جائز ہے اور تقلید شخصی کی یہ تعریف کرتے ہیں کہ بلا دلیل کسی شخص معین کے قول کو مان لینا تو معلوم ہونا چاہیئے کہ حرمت اور عدم جواز صرف ہملوگوں کیلئے ہے یا مولانا کے لئے بھی یہی حکم ہے اس لئے کہ اول سے اب تک دونوں تقریروں میں مولانا خود تقلید شخصی کا قلادہ پہنے ہوئے نظر آتے ہیں جس چاہ ضلالت سے بزعم خود ہمیں نکالنے تشریف لائے تھے اسی میں خود گرے ہوئے ہیں ۔ شعر

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں ۔ خود آپ اپنے جال میں صیاد پھنس گیا

مولانا پہلی اور دوسری تقریر میں حافظ ابن کثیر کی تقلید سے آیہ کریمہ کی تفسیر کر چکے ہیں اور تقلید کی تعریف حضرت مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ کی تقلید سے بیان کی ان دونو صاحبوں کے قول کو بلا۔ قرآن وحدیث مولانا نے مان کر دلیل میں پیش کر دیا شاید اس کو مولانا اپنے لئے تقلید نہ سمجھتے ہوں مگر آپ خود سمجھ لیں کہ یہ تقلید نہیں تو کیا ہے اگر تقلید نہیں تو بتائیں کہ کس حدیث میں اور کس آیہ کلام اللہ میں حافظ ابن کثیر اور شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ کے قول کو مان لینے کا حکم فرمایا ہے ۔ اور وہ بھی بلا دلیل ۔ جلد از جلد فرمائیں کہ فلاں حدیث اور فلاں آیۂ قرآنی بتا رہی ہے کہ شاہ صاحب محدث

دہلوی اور ابن کثیر جو بتائیں وہ تم بلا دلیل تسلیم کر لینا۔

ہاں ہمارے اور مولانا کی تقلید میں فرق اتنا ضرور ہے کہ ہم سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی جزئیات فقہ میں جن کی تفسیر مع قرآن و حدیث میں ہمیں نہیں ملتی تقلید کرتے ہیں اور مولانا بات بات میں۔ مقلدوں کی تقلید کا قلادہ پہن لیتے ہیں حافظ ابن کثیر مقلد ہیں شاہ صاحب خود مقلد ہیں علاوہ ازیں جو آیت و حدیث مولانا پیش کریں گے اُس کے متعلق میں بھی سوال کرونگا کہ اس آیت و حدیث کے کلام الہٰی اور فرمان رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وسلم ہونے کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے۔ اور دریافت کرونگا کہ کس حدیث اور آیت سے ثابت ہے کہ جو کچھ امام بخاری اپنی صحیح میں اور امام مسلم اپنی مسلم میں نقل فرمائیں وہ ہماری ہی حدیث ہے تم بلا دلیل اسکو قبول کر لینا۔

اور غیر مقلد یہ محض تقلید کرنے سے ایسے سوالات کرے میدان ایسا وسیع ملتا ہے کہ قیامت تک سوالات کا سلسلہ ختم نہ ہوگا۔ چنانچہ جب مولانا بفرض محال اسکی دلیل میں کوئی آیت یا حدیث بیان کرینگے تو اس کی بابت بھی میرا وہی سوال ہوگا جو پہلے ہو چکا ہے۔ تو ایسی صورت میں تسلسل لازم آئیگا۔ پھر کر کہیں گے کہ اس حدیث کا حدیث ہونا اس سے ثابت اور اوس حدیث کا حدیث ہونا اوس سے ثابت تو دور لازم آئیگا بہر کیف مولانا کو ہر حدیث کے بابت یہ ثابت کرنا پڑے گا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے میری کان میں خود فرمائی ہے۔ اس کا نام تقلید نہ رکھیں کچھ اور رکھ لیں تو محض نزاع لفظی قرار پائیگا۔ مجھے امید ہے کہ مولانا اپنی ضمیر سے مشورہ لیں وعمل

انصاف سے اقرار تقلید فرمائیں گے اس لئے کہ یہ اظہر من الشمس بین من الامس ہو چکا کہ بغیر قلادۂ تقلید ایک لمحہ کے لئے بھی نہیں مل سکتی خدا کرے کہ مولانا کے جواب دینے وقت انصاف مدد کرے۔

لامذہب۔ (بڑے جوش سے کھڑے ہو کر) صاحبو ہم کب کہتے ہیں کہ تقلید ناجائز ہے۔ شعر ؎

(دائے اس بت کو انتجا کر کے ۔ کفر ٹوٹا خدا خدا کر کے)

ہم تو تقلید شخصی کو بدعت و ناجائز بتاتے ہیں جیسے حنفی کہ سوائے ابو حنیفہ کے اور کسی امام کی تقلید نہیں کرتے سب اماموں کی اگر تقلید کیجائے تو ہم کب برا کہتے ہیں۔ (مولانا کی طرف مخاطب ہو کر) جناب منفرد صاحب آپ ہماری بات کا جواب دیجئے ہم دور و تسلسل کو نہیں جانتے ہم کہتے ہیں کہ تقلید شخصی بدعت ہے اور ہم بخاری و مسلم کی تقلید نہیں کرتے بلکہ اس کی روایت کو نقل کرتے ہیں قرآن و حدیث کو خود سمجھتے ہیں۔ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ۔ تقلید شخصی آپ لوگوں نے چونکہ دین میں داخل کر رکھی ہے بایں سبب ہم اسے مردود و بدعت کہتے ہیں آپ ہمارے دلائل کا جواب دیں دور دراز کار باتیں نہ بنائیں۔

مولانا۔ حضرات میں سخت تعجب میں ہوں یا تو یہ اپنے مافی الضمیر کے اظہار کرنے اور مولانا کے دلائل سمجھنے سے قاصر ہوں یا مولانا کے سوالات سمجھنے سے معذور ہیں۔ میں حیران ہوں کہ [illegible]نا کو اپنے سوالات کیسے سمجھاؤں اور کس طرح ان کو

جواب کیطرف متوجہ کروں اگر میں بھی حسب عادت مولانا ہر مرتبہ اپنے پرانے الفاظ کا اعادہ کرتا رہوں تو بجز اضاعت وقت کچھ فائدہ حاصل نہ ہوگا لہذا میں پھر مولانا سے گذارش کرتا ہوں کہ خیر اگرچہ آپ میرے سوالات کا جواب دینے سے پہلوتہی کرتے ہیں لیکن مجھے حاضرین کی تفہیم مقصود ہے لہذا صاف طور پر پھر عرض کرتا ہوں - حضرات ذرا غور سینئے - میں کس کس بات کا مولانا سے مطالبہ کروں - آپ کو معلوم ہے شروع سے ابتک مولانا نے میرے سوالات کا کیا جواب دیا؟

(حاضرین کیطرف سے) "کچھ نہیں" علاوہ ازیں مولانا کو اپنے دعوے کے الفاظ تک کا خیال نہیں نیز یاد نہیں کہ اول میں نے کیا کہا تھا اور اب کیا کہ گیا - اول تو فرمایا تھا کہ تقلید شخصی ناجائز و بدعت ہے اور دلیل عدم جواز پر آیتیں پیش کیں جن کے لفظی معنوں کو عدم جواز تقلید سے اصلا تعلق نہیں لفظی معنے تو صرف آیت کے اس قدر تھے کہ یہود و نصارے نے اپنے عالموں درویشوں اور سیدنا مسیح علیہ السلام کو رب یعنے پروردگار بنا لیا حالانکہ ان کو بجز ایک وحدہٗ لاشریک کے کسیکی پرستش کا حکم نہیں کیا گیا - آپ ہی اپنے دلوں میں انصاف کرلیں کہ دعوے تو تقلید کے عدم جواز اور بدعت ہونے کا کیا اور دلیل میں غیر اللہ کی عبادت پر ممانعت کی آیت پیش کی پھر آیت کو اپنے موافق بنانے کے لئے ابن کثیر کی تفسیر بروایت حضرت عدی بیان کی جس کا روایت ہونا حافظ ابن کثیر کے قول کو مان لینے پر موقوف ہے -

لہذا مولانا خود بلا دلیل قرآن و حدیث قول ابن کثیر کو مان کر مرتکب فساد بدعت ہو کر مقلد ہو گئے - کیوں مولانا ابن کثیر کی بات بلا دلیل قبل

وحدیث ماں دینا کس آیت یا حدیث سے ثابت ہے کیا آپ نے اس روایت کو بلا دلیل قران و حدیث حافظ ابن کثیر کے کہنے سے نہیں مانا اب علاوہ گذشتہ مطالبات کے یہ سوالات آپ پر اور عائد ہوتے ہیں :-

عدم جواز سے آپ کی کیا مراد ہے۔ کیونکہ نا جائز کا اطلاق شرک کفر حرام مکروہ بدعت اسائت پر ہوتا ہے۔ پس تقلید شخصی ان میں سے کس قسم میں داخل ہے۔ اگر شرک ہے تو آپ اپنے منہ مشرک بنتے ہیں اگر کفر ہے تو کافر۔ حرام ہے تو مرتکب حرام ہو کر فاسق اگر مکروہ یا اسائت کے درجہ میں ہے تو مرتکب فعل مکروہ۔

جناب والا یہ کیا دیانت ہے کہ ہمیں تو اماموں کی تقلید سے چھڑایا جاتا ہے اور خود بدولت متقدمین کی تقلید کرتے پھرتے ہیں۔ شاید متقدمین کی تقلید کا ثبوت قرآن میں ہو گا اگر ہے تو براہ کرم فرما دیجئے ورنہ علانیہ نہ سہی چپکے سے ہی کہ دیجئے کہ یہ محض سخن پروری تھی۔ ورنہ تقلید آئمہ نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔

دیکھئے قرآن پاک میں حضرت عزت جل مجدہٗ ارشاد فرماتا ہے۔ فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ؕ اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے دریافت کر لو۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جن امور کا ہمیں قرآن پاک و حدیث سید لولاک صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں صراحتہ کوئی ثبوت نہیں ملتا ان میں ہم اہل ذکر سے دریافت کریں اور ان کے اقوال کو بلا چون وچرا تسلیم کریں۔ جیسے مولانا نے ابن کثیر کی روایت کو بلا چون وچرا ابن کثیر کی تقلید کرتے تسلیم ا... تو یہ نہیں نہیں بلکہ

نقل کر دیا۔ دیگر۔ حق سبحانہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ٭ ترجمہ جو ہمارے محبوب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم عطا فرمائیں اُسکو لے لو اور جس چیز سے منع فرمائیں باز رہو۔ فخذوہ اور انتھوا دونو صیغۂ امر ہیں جو بقواعد اصول وجوب پر دلالت کرتے ہیں اس آیت کریمہ میں اس امر کی کچھ تخصیص نہیں کہ خوب چھان بین کر قرآن سے دلیل طلب کر کے حضور کا قول و فعل قبول کرو۔ بلکہ مطلق ارشاد فرمایا کہ جو کچھ دیا بلا پس و پیش لے لو اور جس سے منع فرمائیں بلا چون و چرا باز رہو کیوں مولانا اس آیت سے وجوب تقلید شخصی پر کافی روشنی پڑتی ہے یا نہیں اگر ایک سے تسلی نہیں ہوئی تو اور لیجئے جناب باری تعالےٰ کا ارشاد ہے وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ترجمہ: اللہ کی اطاعت کرو اُس کے رسول کی اطاعت کرو اور الوالامر کی پیروی کرو جو تم میں سے ہوں۔ اس آیت کریمہ میں تین حکم ہیں۔

اطاعت الٰہی۔ دوم غلامی رسالت پناہی۔ سوئم پیروی امراء اسلام علماء عظام مجتہدین کرام اب میں مولانا سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ خدا کی اطاعت کا طریقہ ہمیں کس نے بتایا؟ کس کے فرمانے سے ہم اطاعت الٰہی کرنے لگے؟ لامحالہ کہیں گے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ پھر یہ سوال پیدا ہوگا کہ حضور کو ہم سے پردہ فرمائے تیرہ سو چوالیس سال ہو چکے اور یہ ظاہر ہے کہ ہماری عمر اتنی نہیں کہ ہم نے زمانہ باکرامت رحمت مجسم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پایا ہو تو حضور کی اطاعت ہم نے کس کی تقلید سے کی۔ طریقہ اطاعت الٰہی اولاً اصالتاً اصحابہ کرام نے حضور سے سیکھا۔ حضور کے قول و فعل

کو بلا دلیل تقلید شخصی کر کے صحابہ نے مانا تابعین نے صحابہ کی تقلید کر کے بلا دلیل وہ طریقہ تعلیم پایا ۔ یوں ہی ہر طبقہ اور زمانہ میں خلف اپنے سلف کی تقلید کرتے چلے آئے اسیکا نام تقلید شخصی ہے ۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جس چیز کو حضور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خدا کا حکم ہے اصحابہ نے بلا کسی اعتراض کے مان لیا ۔ تابعین نے صحابہ سے اسی طرح گوش قبول سے سن کر منظور کر لیا علی ہذا القیاس ان کا قول ان کے خلف یونہی مانتے رہے حتے کہ ہم تک یونہی سلسلہ چلا آرہا ہے اور اس کے بغیر کسی فرد بشر کو چارہ نہیں ۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ تقلید تو کریں لیکن حسب قول مولانا اس کا نام کچھ اور کہیں ؎

میں دریافت کرتا ہوں کہ آپ بخاری ومسلم کی احادیث اکثر پیش کرتے ہیں کیا یہ احادیث بلا واسطہ بغیر تقلید شخصی حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ تک پہنچ چکی ہیں ۔ ظاہر ہے کہ آپ تک تو کیا آپ کی باپ کے باپ کے دادا تک بھی پہنچنا محال در محال ہے بلکہ ان احادیث کا حدیث ہونا ہی آپ تقلید بخاری اور مسلم سے تسلیم کر رہے ہیں ؎

اور اس تقلید کی تعلیم تو خود حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی چنانچہ جب صحابہ نے دریافت کیا کہ حضور آپکے بعد ہم کسکی اقتدا کریں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اِقتدوا بمن بعدی ابی بکر وعمر او کما قال ۔ نیز فرمایا اَصحابی کالنجوم فبایّھم اقتدیتم اھتدیتم ۔ اور فرمایا لا تجتمع امتی علی الضلالۃ فاذا رایتم اختلافًا فعلیکم بالسواد الاعظم ۔

فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ۔ اور ارشاد ہوا عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ عَضُّوْا عَلَیْہَا بِالنَّوَاجِذِ۔ فرمائیں یہ کس طرح معلوم ہوا کہ یہ حضور کی سنت ہے اور یہ امر حضور کے خلاف جب تک کہ تقلید کا قلادہ نہ پہنیں۔ اور انکی پیروی نہ کریں جنہوں نے اپنی عمر قرآن و حدیث کی خدمت میں وقف کر دی تھی۔

مولانا۔ کوری حدیث اور آیت پڑھ دینا اور بات ہے اور اسکی سند حضور تک پہنچانا امر آخر ہے۔ ہم تو جب آپ کو غیر مقلد جانیں کہ بغیر کسی امام و محدث کے بتائے خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث اخذ کریں۔ اب ہمت ہے تو جواب دیجئے ورنہ آج سے تقلید شخصی کو بدعت کہنے سے توبہ کیجئے۔

اور سنیے جو تعریف تقلید کی آپ نے بیان فرمائی ہے اُس کے لحاظ سے تو آپ پیدا ہونے کے وقت سے اسوقت تک برابر ہر آن ہر لحظہ ہر دقیقہ تقلید شخصی میں گرفتار ہیں۔ جناب کو یاد ہوگا جبکہ آپ نجاست میں سنا ہوا ہاتھ منہ کیطرف لیجاتے تھے اور والدین کی تقلید سے اس کو نجس اور بری چیز جاننے لگے تھے۔ اوسوقت دلیل قرآن و حدیث کا مطالبہ کیوں نہ کیا۔ پھر جبکہ آپ کے والدین نے آپ کو مکتب میں اُستاد کے آگے زانوئے ادب طے کرانے بٹھایا تھا۔ اوسوقت استاد کی اس تعلیم پر کہ لمبا خط الف ہے دلیل قرآن و حدیث نہ مانگی مارے ڈر کے چپ چاپ الف ہونا۔ اُس خط کا ایسا مانا کہ آج تک کان نہیں پھڑپھڑاتے جانے دیجئے آج ہی کوئی دلیل قرآن و حدیث سے پیش کر دیجئے کہ لمبے خط کو اللہ نے الف فرمایا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے۔

پھر ب - پ - ت - ٹ کی دلیلیں اسی طرح قرآن و حدیث سے لائیں - قطع نظر اس کے عربی کا ترجمہ اردو جو کیا گیا اور اسے آپ نے مان لیا تو بصورت عدم جواز تقلید اسپر دلیل لائیں ورنہ یہ تقلید نہیں تو کیا ہے - اب خدارا سوچ سمجھکر میرے گذشتہ مطالبات کا نیز اُس تقریر کا مفصل مدلل جواب دیجئے - یا تسلیم کیجیے ؎

لامذہب - بہاہیو - مولویصاحب لوٹ پھیر کر ادھر ادھر کی باتیں کر دیتے ہیں - ہماری آیت اور حدیث کا جواب نہیں دیتے - تو کیوں نہیں کہ دیتے کہ ہمارے پاس جواب نہیں - یا تقلید شخصی کو ثابت کریں جو ہمارا دعوے ہے -

ہم کب کہتے ہیں کہ تقلید ناجائز ہے - ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ایک کی تقلید ضروری ولازمی سمجھ لینا بے انصافی ہے ہم کہتے ہیں کہ سب کی تقلید کرو - ایک امام معین کی تقلید جسکو تقلید شخصی کہتے ہیں بدعت ہے چنانچہ اس کا بدعت ہونا قرآن سے ثابت ہے اللہ صاحب فرماتے ہیں اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ والمسیح ابن مریم الخ ؛ آگے وہی حافظ ابن کثیر کی تفسیر بیان فرماکر خاموش ہوگئے -

مولانا - حضرات مبارک ہو مولانا نے تقلید کو مان لیا - لیکن فرماتے ہیں سب کی تقلید کرو ایک کی تقلید کرنا بدعت ہ شعر ؎

زبان پر نام لینے سے زبان وہ کاٹ دیتے ہیں غضب ہوتا اگر اظہار الفت انسے ہم کرتے

عجیب تماشہ ہے - ایک سے زنا کرنا حرام سب سے اگر زنا کرو جائز ہے ایک کی چوری حرام سبکی چوری جائز ایک جھوٹ حرام ہمیشہ جھوٹ بولنا جائز ایک وقت کی نماز چھوڑنا حرام سب وقت کی نماز چھوڑنا جائز جیسے مولانا نے

کہ ایک کی تقلید ناجائز و بدعت سبکی تقلید کرو تو جائز ہے۔
حضرات خدارا انصاف ایک کی تقلید نے تو یہ نوبت پہونچائی
کہ مولانا کے زعم میں بدعتی ٹھہرے اور جب سب کی تقلید کرنے لگیں
گے تو نہ معلوم کیا ہو جائیں گے۔ ایسے مذہب کو ہمارا تو سلام ہے
(آواز قہقہہ سامعین کیطرف سے) لیکن ایک بات سمجھ میں آئی۔
آخر مولانا جاہل تو ہیں نہیں ایک علمی بات کہہ گئے ہیں شاید مولانا
کا یہ مقصد ہے کہ مطلق تقلید جائز ہے اور تقلید شخصی بدعت کیوں مولانا
یہی مقصد ہے نا؟

لامذہب۔ (گردن ہلاکر) جی ہاں

مولانا۔ جب صورت یہ ہے تو اب علمی بحث کے لحاظ سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ مطلق ضمن مقید میں
ہی ہوکر پایا جاتا ہے۔ یا بلا مقید بھی مطلق کا تحقق ہو سکتا ہے۔

لامذہب۔ (جواب کچھ نہیں) (بعد قدرے سکوت کے)

مولانا۔ جواب کے لئے سکوت ہے۔ خیر حضرات آپ اچھی طرح سمجھ چکے ہونگے۔ کہ یہ سکوت بتارہا ہے
کہ مولانا علانیہ اقرار کرنا پسند نہیں فرماتے۔ عموم کے پردہ میں اپنی بات رکھنے کو سب کی
تقلید جائز ایک تقلید حرام فرما چکے ہیں

مگر آپ لوگوں کے سمجھانے کے لئے مناسب سمجھتا ہوں کہ چند آیتیں اور پڑھوں جن سے
تقلید شخصی کا کافی ثبوت ملتا ہے۔ اگرچہ اب ضرورت تو نہیں ہے۔ سنئے۔ (جلسہ کی طرف
سے جزاک اللہ جزاک اللہ کا شور) مولےٰ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔ واتبع سبیل من اناب الی۔
یعنی پیروی کر اس کی جو میری طرف رجوع کرتے ہیں۔ اس آیت میں اُن لوگوں کی اتباع
اور تقلید کا حکم کیا جارہا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے رجوع لانے والے بتائے
ہیں۔ اگرچہ شان نزول اس کا خاص ہے۔ اطاعت صحابہ کرام یا خلفاء عظام میں۔ لیکن

حکم عام ہے لہذا ہم سب آیت کریمہ کے مامور ہیں۔

اس سے واضح روشن لائح طور پر فرمایا کہ سب کو فقاہت یعنی حق اجتہاد حاصل کرنے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ تم میں سے جو زیور فقاہت سے آراستہ ہو جائے۔ اُس کی پیروی تم پر لازم ہے۔ کما قال تعالیٰ۔ وما کان المومنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون یعنی تمام مسلمان تو باہر جانے سے رہے۔ تو پھر ہر گروہ میں سے تھوڑے آدمی کیوں نہیں سفر کرتے کہ دین میں سمجھ یعنی قوت اجتہاد حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈرائیں تاکہ وہ خدا کی نافرمانی سے بچیں۔

اس آیت نے صاف ظاہر کر دیا کہ ہر قوم میں چند لوگ ایسے ہونے چاہئیں جو اپنی قوت اجتہاد سے مسائل کا استخراج کریں تاکہ جو لوگ قوت اجتہاد نہیں رکھتے۔ وہ مسائل کی تعلیم اُن کی تقلید سے حاصل کر کے خدا کی نافرمانیوں سے بچیں۔

چنانچہ اُنہیں مجتہدین میں سے ہمارے امام ہمام ابو حنیفۃ النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جن کی ہم سب پیروی کر رہے ہیں۔ اب دوسری ایک اور آیت ہے سن لیجئے جو ان مجتہدین کی تقلید چھوڑنے والوں کے لئے فرمائی گئی۔ وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ط یعنی جو لوگ رؤف الرحیم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مخالفت کریں۔ بعد اظہار ہدایت کے اور پیروی و تقلید کریں۔ مومنوں کے راستہ کے سوا دوسرے راستہ کی۔ تو پھیر دینگے ہم اُن کو اُس طرف جس طرف وہ پھرے تھے۔ اور پہنچا دینگے جہنم میں جو بُرا ٹھکانا ہے۔

مولانا۔ اگر ہمت ہے تو جواب دیں۔ ورنہ علانیہ تسلیم نہیں تو سکوت معرض بیان میں آکر جناب کے اعتراف کی دلیل بن جائیگا۔

لامذہب - میرے سوالات کے جواب تو آپ نے دئے ہی نہیں - اپنی اپنی کہے گئے - خیر جو آپ سمجھیں وہی سہی - لیکن ابھی تو پانچ دعوے ہمارے اور ہیں - جائیگا کہاں - ابھی پیچھا چھوٹنا مشکل ہے

مولانا - سامعین ہے ہے چہ دلاور است دزدیکہ بکف چراغ دارد - لاجواب ہو چکے میرے سوالات کا مطالبہ تمامہ میں نے مولانا کی آبرو رکھنے کو معاف کیا - اُس پر یہ جواب آپ نے سنا - حاضرین کی طرف سے -

حضرت جی ہم نے فیصلہ کر لیا ہے - یہ نہ مانے نہ سہی - لیکن کم از کم اس بہانہ سے ہمارے معلومات تو وسیع ہو رہے ہیں ذرا یا رسول اللہ پر بحث شروع ہو -

مولانا - تقلید مطلق تو مولانا کی زبان سے تسلیم ہو چکی - تقلید شخصی میں علانیہ اقرار کرنے سے تامل ہے لیکن اظہار حق تو ہو ہی چکا - اب میں آپ لوگوں کی خاطر سے اپنے مطالبات قطعی طور سے معاف کر کے مولانا کو اظہار دعویٰ کی اجازت دیتا ہوں - ہاں مولانا فرمائیے -

لامذہب - آپ اپنے جی میں خوش ہو لیجئے - لیکن میں نے کچھ نہیں مانا ہے -

مولانا - خوب یاد آیا - آپ مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی کو تو مانتے ہیں -

لامذہب - نہ مانتے تو اُن کے قول کو پیش کیسے کرتے -

مولانا - اگر وہ تقلید کو بالخصوص اہل اللہ کے لئے واجب لکھتے ہوں اور تقلید بھی مطلق نہیں بلکہ امام معین کی اور امام معین کی بھی چاروں میں سے نہیں - بلکہ صرف امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تو پھر -

لامذہب - ھاتو برھانکم ان کنتم صادقین - لائیے -

مولانا - آپ کی کتابوں کی پوٹ میں رسالہ انصاف ہے -

لامذہب - ہے - پھر آپ کو کیا -

مولانا - لائیں آپ سے میں دکھاتا ہوں -

لامذہب۔ آپ کا دعویٰ ہے۔ ثبوت آپ پر لازم ہے۔

مولانا۔ دیتا تو ہوں۔ کتاب لاؤ۔

لامذہب۔ کتاب میں کیوں دوں۔

مولانا۔ میں آپ کی طرح کتابوں کی پوٹ باندھ کر تو لایا نہیں ہوں۔ قطع نظر اس کے آپ کی کتاب میں سے آپ کی تردید اپنا دعویٰ پیش کر دوں۔ تو یہ بطریقہ اولےٰ افضل ہوگا۔ ممکن ہے۔ آپ میری کتاب کو کہہ دیں کہ یہ تمہیں نے چھپوائی ہوگی۔ جب آپ کی ہی کتاب ہوگی۔ تو آپ کو جائے دم زدن نہ رہیگی۔ لائیں رسالہ انصاف شاہ صاحب کا۔ اُس میں دکھاتا ہوں۔

لامذہب۔ میں تو نہ دوں گا۔

مولانا۔ چونکہ یقین ہے کہ میری کتاب میرے ہی اوپر حملہ آور ہوگی۔ کیسے دیدوں۔ خیر کل بات کہ دیجئے۔ انشاء اللہ ہم شب بخیر کل دکھا دینگے۔ مگر مولانا جبکہ تقلید شخصی زعم سامی میں ہر طرح ناجائز ہے۔ تو آپ حدیث پر عمل کیسے کر سکتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول تو شاید آپ مانینگے۔ وہ آپ لوگوں کو تقلید شخصی کا حکم دیتے اور محض حدیث پر عمل کرنے کی مخالفت کرتے ہیں۔

لامذہب۔ کورے دعوے کے ہم قائل نہیں۔ دکھائیں۔

مولانا۔ بہت اچھا۔ لیجئے۔ یہ قسطلانی ہے۔ اور یہ اشباہ والنظائر علامہ زین العابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں اور رباعیات بخاری زمانہ میں مشہور ہے۔

ذکر المنبرازی سنتے المناقب عن الامام البخاری رحمہ اللہ رجل لا یصیر محدثاً کاملاً الا ان یکتب اربعا مع اربع کاربع مع اربع فی اربع عند اربع باربع علی اربع عن اربع لاربع وہذہ الرباعیات لا تتم الا باربع مع اربع فاذا تمت لہ کلہا ہانت علیہ اربع وابتلی باربع فاذا صبر اکرمہ اللہ تعالیٰ فی الدنیا باربع واثابہ فی الاخرۃ

باربع اما الاولی فاخبار الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وشرائعہ واخبار الصحابۃ ومقادیرہم
والتابعین واحوالہم وسائر العلماء وتواریخہم مع اربع اسماء رجالہم وکناہم وامکنتہم وازمنتہم کاربع التحمید مع الخطب والدعاء مع الترسل والتسمیۃ مع السورۃ والتکبیر
مع الصلوٰۃ مع اربع المسندات والمرسلات والموقوفات والمقطوعات فی اربع
فی صغرہ فی ادراکہ فی شبابہ فی کہولتہ عند اربع عند شغلہ عند فراغہ عند غنائہ
باربع بالجبال بالبحار بالبراری بالبلدان علی اربع علی الحجارۃ علی الاخزاف علی
الجلود علی الاکتاف الی الوقت الذی یمکن نقلہا الی الاوراق عن اربع عن من ہو
فوقہ ودونہ ومثلہ وعن کتابۃ ابیہ اذا علم انہ خطہ لاربع لوجہ اللہ تعالیٰ ورضاہ
والجلوۃ وللعمل بہ ان وافق کتاب اللہ تعالیٰ ونشرہا بین طالبیہا والاحیاء ذکرہ
بعد موتہ ثم لا تتم لہ ہذہ الاشیاء الا باربع من کسب العبد وہو معرفۃ الکتابۃ واللغۃ والصرف
والنحو مع اربع من عطاء اللہ تعالیٰ الصحۃ والقدرۃ والحرص والحفظ فاذا تمت لہ
ہذہ الاشیاء ہانت علیہ اربع الاہل والولد والمال والوطن وابتلی باربع بشماتۃ الاعداء
وملامۃ الاصدقاء وطعن الجہال وحسد العلماء فاذا صبر اکرمہ اللہ تعالیٰ فی الدنیا باربع بعز
القناعۃ وہیبۃ النفس ولذۃ العلم وحیات الابد واصابہ فی الاخرۃ باربع بالشفاعۃ
لمن اراد من اخوانہ وبظل العرش حیث لا ظل الا ظلہ والشرب من الکوثر وجوار
النبیین فی اعلیٰ علیین فان لم یطق احتمال ہذہ المشاق فعلیہ بالفقہ الذی یمکن تعلمہ
وہو فی بیتہ قار ساکن لا یحتاج الی بعد اسفار ووطی دیار ورکوب بحار وہو مع
ذلک ثمرۃ الحدیث ولیس ثواب الفقیہ وعزہ اقل من ثواب المحدث وعزہ انتہی

ترجمہ یعنی بزازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مناقب میں امام بخاری رحمہ اللہ سے نقل
فرماتے ہیں کہ کوئی آدمی محدث کامل نہیں بنتا جب تک چار باتوں کو ساتھ چار
باتوں کے ایسا لازم نہ لکھ رکھے جیسے چار باتیں چار باتوں کو لازم ہیں۔ اوّل

تمام احادیث رسول مقبول صلے اللہ علیہ والہ وسلم مع ان امور کے جنکو آپنے جائز اور ناجائز
فرمایا۔ اور تمام اقوال صحابہ کرام کو مع مقدار ان اصحاب کے اور تمام اقوال تابعین کو مع
حالات ان تابعین کے اور تمام علماء مجتہدین سلف کی خبرونکو مع ان کی تاریخ کے
اور ان چاروں باتوں کے ساتھ ان چاروں باتوں کو لازم نہ سمجھے کہ جن جن کے
ذریعہ سے جسقدر بھی وہ ہوں وہ خبریں اور انکے حالات اور تاریخی معاملات اُس
تک پہنچیں ان سب کے نام مع ان کی کنیتوں کے اور مکانون کے مع یادداشت زمانہ
بیان اخبار اور حالات اپنے سنے کے ان لوگوں سے حفظ کرے اور یاد رکھے۔
اور ان چاروں باتوں کو ان چاروں باتوں کے ساتھ ایسا لازم سمجھے جیسے خطبوں
کے ساتھ حمد وثنا لازم ہے اور خط وکتابت کے ساتھ دعا لازم ہے یا دعا کے
ساتھ آہستگی لازم ہے۔ اور سورتوں کلام اللہ کے ساتھ بسم اللہ لازم ہے اور
نمازوں کیساتھ تکبیریں لازم ہیں اور ان پہلی باتوں کے ساتھ یہ چار امر بھی
ضروری سمجھے کہ ان اخبار رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم اور اخبار صحابہ میں کون
کون سی خبریں یعنی حدیثیں مستند ہیں کس قدر مرسل ہیں کتنی موقوف ہیں کونسی
مقطوع ہیں اور ان امور مذکور کیساتھ یہ چار امر بھی یاد کرے اور یاد رکھے
کہ جس اسناد سے یہ حدیث پہونچی ہے اس نے اس حدیث کو اپنے اسناد سے
کس عمر میں سنی تھی اور اس سے کس عمر میں بیان کی اور اس اسناد کے
اسناد نے کس عمر میں علی ہذالقیاس لڑکپن کے زمانے میں کہ جو کم اعتبار کا وقت
ہے یا بالغ ہونے کے زمانے میں جو اعتبار کا زمانہ ہے جوانی کی حالت میں
جو کمال یادداشت کا زمانہ ہے یا بڑھاپے کے زمانے میں کہ سہو ونسیان
کا وقت ہے اور پھر یہ چار باتیں بھی ضرور یاد رکھے کہ وقت بیان۔
کے اسناد کسی دوسرے کام میں مشغول تھا اور اس کی طبیعت دوسری طرف

متوجہ تھی۔ یا فارغ البال تھا اسکے زمانہ بیان کرنے حدیث میں محتاجی اور غربت کیحالت تھی یا غنا یا بے احتیاجی تھی۔ اور وہ استاد اور اس استاد کے استاد کہاں کے رہنے والے تھے پہاڑوں کے یا دریاؤں کے یعنی اہل کشتی اور جہاز سے جنگل اور گاؤں کے یا شہروں کے۔ علے ہذا القیاس اور یہ بھی یاد رکھے کہ جبتک میرے استاد نے یا ان نے یا استاد کے استاد نے نقل نہ کرلی تھی اسوقت تک پتھر پر لکھکر یاد رکھی تھی یا ٹھیکریوں پہ یا کھال پر یا بکری کی شانہ کی ہڈیوں پر اور یہ بھی یاد رکھے کہ یہ حدیث اپنے سے ادنےٰ درجے کے آدمی سے باعتبار عمر وغیرہ کے پہنچی ہے۔ یا بلند درجہ سے یا اپنے ہم مثل سے یا اپنے باپ کے ہاتھ کی لکھی ملی تھی مگر اسکا اعتبار جب ہے جب اپنے باپ کا خط بھی پہچانتا ہو۔ اور یہ محنتیں چار نیتوں سے اپنے اوپر اٹھاوے اللہ کی خوشنودگی کیواسطے عمل کرنے کی غرض سے طالب علموں کو سکھلانے کو اور اپنا ذکر خیر باقی رکھنے کی امید پر مگر یہ سب امور جب کام آسکتے ہیں جب چار باتیں خود حاصل کرے اور چار باتیں منجانب اللہ میسر ہوں۔ علم کتابت علم لغت۔ علم صرف۔ علم نحو۔ اور منجانب اللہ صحت اور تندرستی۔ قوت تحصیل علم۔ حرص تحصیل علم۔ قوت حافظہ۔ اتنے امور کے بعد اب اسکو بیوی بچوں۔ مال۔ وطن کیطرف رجوع کرنا اگرچہ آسان ہوگا مگر ضرور چار بلاؤں میں مبتلا ہوگا۔ بوجہ مشغول رہنے کے علم و عمل میں اور کم ہونے اسباب دنیا کے اور متوجہ ہونے اہل دین کا اوسکی طرف دشمن ٹھٹھا کریں گے دوست ملامت کریں گے جاہل اسکو نشانہ طعن تشنیع کا بناویں گے۔ اہل علم اسکے ساتھ حسد کیا کرینگے مگر جب یہ سب مشقتیں سہار لیگا اب یہ شخص جماعت محدثین میں داخل ہوکر ضرور چار باتوں کے

ساتھ آخرت میں ممتاز ہوگا۔ دنیا میں ہیبت الٰہی اور قناعت اور لذت علم اور زندگی دائم کیساتھ اور آخرت میں اول شفاعت کیساتھ جنکے واسطے اپنے بھائیوں میں سے شفاعت کا ارادہ کرے دوم سایہ عرش کے ساتھ جسوقت کسیکا سایہ نہو سوم ساتھ پانی پلائے جاینگے حوض کوثر سے چہارم ساتھ پڑوس پیغمبروں کے اعلیٰ علیین میں امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اگر طالب علم یہ ساری مشقتیں نہ اٹھا سکے تو اسکو لازم ہے کہ سفر دور و دراز اور ان سب محنتوں سے بچکر اپنے گھر میں ارام سے بیٹھکر علم فقہ حاصل کرے جو کہ ثمرہ اور پھل حدیث کا ہے حالانکہ ثواب اور عزت فقیہ کی ثواب اور عزت محدث سے کچھ کم نہیں ہے سن لیجئے ابکی مسلمہ امام کا ارشاد کہ فقیہ مرتبہ اور ثواب میں محدث سے کچھ کم نہیں اور اگر آپ شاہ صاحب کی انصاف پیش کریں تو یہ بھی دکھا دو کہ ہندوستان میں سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کے تقلید خواہ جناب امام کی تقلید سے خارج ہونا حرام ہے ورنہ یار زندہ صحبت باقی پھر دوسری صحبت میں انشاءاللہ تعالےٰ شاہ صاحب کا ارشاد پیش کش کرونگا +

انتباہ۔ حقیقت مناظرہ شش ورقی کے دین و دیانت ملاحظہ ہو۔ صفحہ ۸ پر لکھا ہے

متفرق بحث

”زاں بعد یکے بعد دیگرے طرفین کے مناظر اٹھتے تھے اور بار بار جماعت بریلویہ کیطرف سے وہی باتیں کہی جاتی نہیں جو قلمبند ہو چکی ہیں اور جس کا جواب۔ قرآن و حدیث کی رو سے مناظر اہل حدیث دے چکے تھے آخر میں مناظر بریلویہ نے جناب شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب **انصاف** کا حوالہ دیا کہ اسمیں تقلید شخصی پر روشنی پڑتی ہے جب مناظر اہل حدیث نے کتاب دیکھنے کا مطالبہ کیا“ تو وہ پیش نہ کرسکے“۔ اس کے بعد چونکہ رات زیادہ گذر گئی تھی مجلس برخواست ہوئی“۔

حقیقت وہ نہیں جو جناب پر ظاہر ہوئی ہمارے مولانا تمام کتابیں باندھکر نہیں لیگئے تھے لامذہب مولوی پوٹ باندھکر پہنچا تھا اس سے کتاب انصاف طلب کی اسنے اس ڈر سے نہ دی کہ اس میں تقلید شخصی کا ثبوت موجود تھا۔ اور رباعیات امام بخاریؒ سوائے سکوت اور وہی سابقہ گفتگو لایعنی کے کوئی جواب نہ تھا آخر بوجہ وقت پورا ہو جانیکے دوسرے روز پہ مناظرہ موقوف رکھا گیا۔ صدر صاحب نے فرمایا کہ مسئلہ تقلید پر کافی سے زیادہ روشنی پڑ چکی ہے۔ باقی دعاوے کا جواب کل ہوگا۔ انشاءاللہ تعالےٰ مجلس برخاست ہوئی چونکہ اوسوقت کتاب موجود نہ ہونے کی وجہ سے اور لامذہب کے مناظر کے پاس وہ کتاب ہوتے ہوئے نہ دینے کے سبب سے عبارت نہ دیکھائی گئی مگر جبکہ ہم اپنے دعوے میں سچے ہیں پھر کیا وجہ کہ دعوے ثابت نہ کرسکیں ملاحظہ ہو۔ رسالہ انصاف۔ جسمیں مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں بغرض افادہ عوام نقل کیا جاتا ہے ترجمہ بعینہ عبارت عربی کا یہ ہے "تقلید امام معین کبھی واجب ہوتی ہے اور کبھی واجب نہیں ہوتی مثلاً جب جاہل آدمی ہندوستان کے ممالک اوماوراءالنہر کے شہروں میں ہوں اور کوئی عالم شافعی مالکی حنبلی وہاں نہ ہو اور نہ ان مذہبوں کی کتاب ہو تو اُسپر واجب ہے کہ تقلید امام ابوحنیفہ کی کرے اور اوسپر حرام ہے کہ مذہب امام ابو حنیفہ سے باہر نکلے کیونکہ ان صورتوں میں شریعت کا پھندا گردن سے نکالکر مہمل بیکار رہ جائیگا"

بعینہ عبارت عربی

وجوب التقلید لامام بعینہٖ فانہ قد یکون واجبا وقد لایکون واجبا فاذا کان الانسان جاہلا فی بلاد الہند و بلاد ماوراء النہر ولیس ہناک عالم شافعی و لا مالکی ولا حنبلی ولا کتاب من کتب ہذہ المذاہب وجب علیہ ان یقلد لمذہب ابی حنیفہ

ویحرم علیہ ان یخرج من مذہبہ لانہ حینئذ یخلع من عنقہ ربقۃ الشریعۃ ویبقی سدی مہملا

نوٹ - عبارت منقولہ بالا میں غیر مصنف سخن پرور لامذہب حضرات کو عوام کو بہکانے کے لئے یہ بہانہ ملسکتا ہے کہ یہ حکم جاہلوں کے واسطے ہے ہم تو عالم ہیں - اس کے جواب میں علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب میزان شعرانی میں حضرت امام شیخ الاسلام زکریا انصاری قدس سرہٗ الباری سے نقل فرماتے ہیں کہ بچاؤ تم اپنے آپ کو انکار کرنے اور خطا نکالنے سے کسی مجتہد میں مگر بعد احاطہ کر لینے کے کل دلیلوں پر - اور بعد جان لینے ان تمام عربی لغات کے جن کو شریعت حاوی ہو اور بعد جان لینے تمام معانی اور طرق اسناد کے اور یہ بات تمکو کہاں میسر ہے - ایاکم ان تبادروا الی الانکار علی قول مجتہد او تخطیۃ الا بعد احاطتکم بادلتہ الشرعیۃ کلہا ومعرفتکم بجمیع لغات العرب التی احتوت علیہا الشریعۃ و - معرفتکم بمعانیہا وطرقہا وانی لکم بذالک -

جس کا خلاصہ یہ ہوتا ہے کہ محض عربی دان ہو جانا اردو فارسی سمجھ لینا تمہیں اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ تم مجتہدین کے مقابلہ میں اکر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد علیحدہ بناؤ کیونکہ وہ معلومات جو مجتہدین کو حاصل تھی تمہیں میسر نہیں ہوسکتی دلائل تو اس کے علاوہ اور بہت کچھ ہیں جنکی تفصیلی بحث حضرت استاد العلما مولانا مولوی حاجی سید ابو محمد محمد دیدار علیشاہ صاحب قبلہ کی کتاب ہدایۃ الطریق میں دیکھئے - جہاں بخیال طوالت ہم نقل نہیں کرتے دوسرے روز کے مناظرہ کی روئداد لکھنا مقصود ہے - اور حقیقت روئداد مناظرہ کی چنداں ضرورت نہ تھی لیکن عوام میں غلط فہمی پھیلانے کے لئے چونکہ فریق مخالف نے حقیقت مناظرہ نام رکھکر فرضی بحث کو شائع کر دیا - تو بدیں خیال کہ ہمارے

سیدھے سادھے سنی بھائی کہیں معتبر نائی کی دی ہوئی شہادت پر یقین نہ کریں لازمی ہوا کہ سچا واقعہ من وعن نذر ناظرین کر دیا جائے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حسب موقعہ معتبر نائی کی حکایت بھی نقل کر دی جائے جو کہ خالی از دلچسپی نہ ہوگی۔

حکایت:۔ ایک سادہ لوح کے پاس اسکے وطن سے نائی آیا۔ اُس نے نہایت بے چینی سے گھر کی خیریت دریافت کی۔ نائی نے جواب میں خیریت تمام کا اظہار کر کے مطمئن کیا اور ظرافت سے کہا کہ مگر آپ کی بیوی بیوہ ہو گئی ہے سادہ لوح صاحب سنکر رونے لگے۔ لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا تو رونے سے فرصت نہ تھی بعد اصرار تمام کہا کہ بھائیو سخت جانکاہ واقعہ ہے میری بیوی بیوہ ہو گئی۔ لوگوں نے کہا میاں عقل سے کام لو۔ تم زندہ ہو پھر بیوی کا بیوہ ہونا کیسا۔ تو رو کر کہتے ہیں۔ یہ تو سب سچ ہے بھائی۔ مگر گھر سے آیا ہے معتبر نائی؎

لہٰذا ہمارے مولانا موجود ہیں اگر ہمت ہو تو پھر دوبارہ اپنے کسی معتبر کے ذریعے تحریری مناظرہ کر سکتے ہیں۔ تاکہ سچ اور جھوٹ کا پتہ لگ جاوے

آج دوسرا روز ہے۔ لاہور میں کل کے مناظرہ نے تہلکہ مچا رکھا تھا گھر گھر میں تذکرہ تھا یہی سبب تھا کہ آج کل سے بہت زیادہ تعداد حاضرین کی ہو گئی۔ مناظر غیر مقلدین حسب سابق وہی کتابوں کی پوٹ لیکر آموجود ہوا اور ہمارے مولانا بھی ضروری ضروری بعض بعض کتابیں ہمراہ لیکر تشریف لے آئے۔ اول حسب سابق صدر صاحب نے فرمایا کہ تقلید کی بابت گفتگو کی یوں ضرورت نہیں ہے کہ ثلاث حاضرین جلسہ تھے۔ قریب قریب تمام حاضرین جلسہ سمجھ چکے ہیں کہ مسئلہ تقلید پر کافی و وافی دلائل پیش ہو چکے ہیں نہ ماننے والے کے لئے ہزار نہیں

دس ہزار بھی دلیں ناکافی ہیں لہذا آج ندائے یارسول اللہ پر بحث ہوگی۔

چنانچہ بہم تسلیم تو مناظر غیر مقلدین بھی اپنی حقیقت مناظرہ میں بتا گیا۔ لکھتا ہے صفحہ ۱۴ سطر ۱۶

" دوسری شب جناب مولانا مولوی عبدالمجید صاحب سوہدری نے اپنا دعوے پیش کیا کہ ندا یارسول اللہ یعنے حاضر و ناضر جانکر یارسول اللہ کہکر پکارنا ناجائز ہے جسطرح بعض اسلامی فرقے مثلاً فرقہ بریلویہ الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کے ورد میں لفظ یا غیر اللہ کو خطاب کرتے ہیں۔ یہ درست نہیں " ؎

ناظرین کرام

انصاف سے فرمائیں جبکہ پہلی بحث طے نہیں ہوئی تھی اور جماعت غیر مقلدین کا مناظر غائب تھا تو بحث اول کو چھوڑ کر کیوں آگے بھاگا۔ عموماً قاعدہ ہے کہ جبتک ایک بحث پوری نہ ہو جائے دوسرے سوال کی بو بھی نہیں آنے دی جاتی۔ جو صاف ثابت کر رہا ہے کہ اگرچہ علانیہ نہیں مگر دلیں تقلید شخصی کے دلائل کا سکہ مناظر غیر مقلدین کے دل پر جم چکا تھا۔ یہی باعث تھا کہ ہمارے محترم صدر صاحب کے کہتے ہی دوسری بحث جان چھڑانے کو شروع کردی گئی اور فوراً عدم جواز ندائے یارسول اللہ کا دعوے پیش کر دیا۔ اس میں بھی دروغ بافی ملاحظہ ہو۔

مولانا۔ کہئے مولانا بحث تقلید سے سیری ہوگئی یا اور۔ وہ کتاب موجود ہے شاہ ولی اللہ صاحب کی عبارت دیکھ لیجئے

لامذہب۔ اب جانے دیجئے۔ ندا یارسول اللہ کے دعوے کی تردید کیجئے

مولانا۔ یوں نہیں۔ اول آپ اپنے دعوے کو بدلائل بیان کیجئے

لامذہب۔ بھائیو! ہمارے نزدیک سوائے خدا کے کسیکو پکارنا ناجائز ہے اور یارسول اللہ۔ یا غوث یا معین الدین کہنا جائز نہیں۔ قرآن شریف میں ہے۔

اِنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا - اللہ صاحب فرماتے ہیں لوگو مسجدیں اللہ کے لئے ہیں اس کے سوا کسی کو مت پکارو پس آجکل جو مسجدوں میں یا رسول اللہ اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پکار کر کہتے ہیں یہ ناجائز ہے اور صریح قرآن کے خلاف ہے۔ اور فرماتا ہے۔ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غٰفِلُوْنَ ٭ ترجمہ اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ تعالٰے کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اسے جواب نہ دیں اور ان کی دعاؤں سے غافل ہوں۔

ان آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کے سوا کسیکو پکارنا نہیں چاہیئے حدیث میں ہے۔ اذا استعنت فاستعن باللہ و اذا دعوت فادع اللہ۔ ترجمہ جب مدد مانگے تو اللہ سے مانگ اور جب پکارے تو اللہ کو پکار۔ بس یہی ہمارا دعوےٰ ہے۔

مولانا۔ (حاضرین سے) حضرات مولانا فرماتے ہیں کہ سوائے خدا کے کسی کو پکارنا جائز نہیں۔ یہ دعوے ہے مولوی صاحب کا۔ اس کے اطلاق کو مدنظر رکھیئے۔ اس میں مولانا نے کوئی قید نہیں لگائی ہے بلکہ عدم جواز ندا کا دعوے مطلق فرمایا ہے۔ صاف لفظ بتا رہے ہیں کہ یہ دعوے مطلق ہے کہتے ہیں "خدا کے سوا کسیکو پکارنا نہیں چاہیئے"۔ لیکن یہ میری پیشنگوئی یاد رکھیئے۔ اب عنقریب مولوی صاحب قید بڑھائینگے۔ اب میں مولانا سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے دعوے کی فہرست کو پڑھکر ذرا سنا دیں ممکن ہے تحریری دعوے میں تقریری سے کچھ فرق ہوگیا ہو۔

لامذہب۔ میرا وقت نہیں ہے میں کس طرح پڑھکر سنا سکتا ہوں

مولانا۔ میں اپنا وقت آپ کو دیتا ہوں پھر کیا عذر ہے میں اصرار کرتا ہوں کہ آپ کی تحریر کردہ دعاوے آپ کے ہی زبان سے ایک مرتبہ سن لوں۔

لامذہب- کیا آپ کے پاس ہمارے دعادے کی نقل نہیں ہے آپ کو خود پڑھ لینا چاہئیے میرے پڑھکر سنانے کی کیا ضرورت ہے۔

مولانا- میں جناب کی ہی زبان سے سننا چاہتا ہوں

لامذہب- مولوی صاحب افسوس ہے آپکو میرے دعوے تک یاد نہیں پھر مناظرہ کیا خاک کریں گے

مولانا- معلوم ہوتا ہے۔ آپ سمجھ چکے ہیں کہ آپ کا تقریری دعوے تحریری دعوے کے خلاف ہے یہی سبب ہے کہ آپ ذراسی باتمیں اتنی ردوکد کر کے میرا وقت خراب کر رہے ہیں اچھا تشریف رکھئے تکلیف نہ کیجئے میں نے آپ کے مافی الضمیر کو پالیا۔

برادران ملت مولانا کا تحریری دعوے تو یہ تھا کہ یارسول اللہ کہنے کا قرآن وحدیث میں ثبوت نہیں لہذا ناجائز ہے۔ اور تقریری میں کہتے ہیں کہ سوائے خدا کے کسیکو پکارنا جائز نہیں اب آپ سمجھ لیں کہ ان دو نو عبارتوں میں فرق ہے یا نہیں (جلسہ کیطرف سے سکوت محض پاکر) فرمایا آپ کو بتاتا ہوں اتنا بین فرق ہے کہ ہر کہ ومہ سمجھ سکتا ہے۔ پہلا دعوےٰ تو سالبہ جزئیہ کا حکم رکھتا ہے۔ اور تقریری دعوے سالبہ کلیہ کے حکم میں ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ سوائے خدا کے غیر اللہ کو پکارنا ناجائز ہے۔ اگر تحریری دعوے کو مدنظر رکھا جائے تو میں عرض کرونگا کہ عدم ثبوت مستلزم عدم جواز نہیں ہوتا۔ اگر یارسول اللہ کا ثبوت بموجب دعوے تحریری قرآن وحدیث سے آپ کو نہیں ملتا تو عدم جواز کا دعوے کیونکر صحیح ہوگیا۔

اگر یہ قاعدہ صحیح ہے کہ جس چیز کا قرآن وحدیث سے ثبوت نہ ملے وہ ناجائز ہے تو خود مولانا فرق اقدس سے لیکر ناخن پاتک ناجائز مجسم ہیں کیونکہ یہ

ھیئت کذائی مولانا کے دستار کا قرآن و حدیث سے ثبوت اور نہ کوٹ کا۔ اسی طرح گھڑی کی اصلیت نہ اُسکے چین کی اور نہ پیلوار کا قرآن و حدیث میں نہ ان کتابوں کی پوٹ کا۔ ٹیبل و کرسی کا وجود قرآن و حدیث میں نہ بجلی کے پنکھے اور عینک کا غرضکہ دنیا کی ہزار ہا چیزیں ہیں کہ ان کا ثبوت مولانا قیامت تک قران و حدیث سے نہیں دے سکتے ٭

اگر مولانا کا غصہ یا بے کلی اعتدال پر رہے تو میں ایک بات دریافت کرتا ہوں کہ جناب کے باپ دادا بلکہ خود بدولت کے انعقاد نکاح کا ثبوت قرآن و حدیث میں کسجگہ ہے ٭ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو بموجب دعوے تحریری نہ صرف جناب بلکہ تمام خاندان کے سے ناجائز اور نکاح وغیرہ سب بے ثبوت پائے جاتے ہیں۔ خیر یہ تو مولانا کیلئے جوابات تھے۔ مگر چونکہ مجھے عوام کی تفہیم منظور ہے لہذا مسئلہ صاف کر دینا ضروری سمجھتا ہوں مولانا اپنی سخن پروری سے مانیں یا نہ مانیں۔ مسئلہ تقلید شخصی کیطرح لوٹ پھیر کر نام بدل کر چاہے تسلیم کریں۔ سنیئے مولانا کو تو ندا یا رسول اللہ کا ثبوت قران و حدیث میں ایک جگہ بھی نہ ملا۔ لیکن میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اس کا ثبوت تو ایک جگہ نہیں سیکڑوں جگہ موجود ہے کہیں یا اَیُّہا النبی۔ کہیں یا ایّہا الرسول۔ کسی جگہ یا ایہا المزمّل کہیں یا ایہا المدثر۔ اور نہ صرف حضور کو ندا بلکہ دیگر پیغمبران اولو العزم کو بھی کہیں یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ۔ یا عیسےٰ۔ یا موسےٰ۔ یا داؤد اور نہ صرف انبیا کرام کو ہی ندا ہے بلکہ عامہ مومنین کو۔ یا ایہا الذین امنو اور نہ صرف مومنین کو ندا فرماتا ہے۔ بلکہ[۴] اپنے رسول کو حکم دیتا ہے کہ تم فرمادو۔ قل یا ایہا الناس۔ قل یا عبادے الذین اسرفوا۔ تو ثابت ہوا کہ یا رسول اللہ ہمارا ذاتی ایجاد نہیں ہے بلکہ اس کا نسخ کرنا کسی وجہ خاص سے

[۴] جملہ خلائق کو یا بنی اسرائیل یا بنی آدم یا ایہا الکافرون اور نہ صرف خود ندا فرماتا ہے

اختراع وہابیہ ہے ۔ صاحب قرآن خود اپنے بندونکو جابجا ندا دے رہا ہے
لیکن سخن پرور ہی کا برا ہو کہ نظر سے نظر آنا بھی بند کر دیتا ہے ۔ اسیطرح ۔
احادیث میں بھی صحابہ کرام حضور سرور یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم سے یا رسول اللہ
کے ساتھ خطاب کرتے رہے ہیں ۔ جو حدیث کی خدمت کرنے والے ہیں
ان پر یہ امر مخفی نہیں کہ صحابہ حضور سے یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہکر سلام و سوال
کیا کرتے تھے ۔ پھر تعجب ہے کہ مولانا نے یہ بے تکی کہانسے ہانک دی کہ
یا رسول اللہ کا ثبوت قرآن و حدیث میں نہیں ۔
حضرات آپ پر ثابت ہو گیا ہو گا کہ حضرت عزت جلت عظمتہ قرآن پاک میں کیسے کیسی
پیارے الفاظوں سے اپنے رسول کو مخاطب فرماتا ہے لیکن اب میری ۔
پیشینگوئی کو مدنظر رکھتے ہوئے مولانا کا جواب بھی سن لیجئے (حاضرین کی طرف سے شور)
(زندہ باش جزاک اللہ) (ماشاء اللہ) ۔

لامذہب ۔ (مبہوت سا ہو کر) بھائیو ہم کب کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ کا ثبوت
قرآن سے نہیں ہے ۔ ہم ان آیات سے بے خبر نہیں ہیں جو مولوی صاحب نے
پڑھکر سنائیں ۔ ہمیں بھی معلوم ہے ہم بھی جانتے ہیں ۔ ہمارا تو دعوے یہ ہے
کہ سوائے خدا کے کسی کو یا رسول اللہ کہنا جائز نہیں ۔ کیونکہ وہ ہمارا مالک اور
افسر ہے اسے اختیار ہے جسکو چاہے اپنے بندوں میں سے خطاب کرے ہم اس
کے بندے اور مخلوق ہیں ہمیں کیا حق ہے کہ ہم رسول کو پکاریں اللہ صاحب
ہی پکار سکتے ہیں اور کسیکو پکارنے کی اجازت نہیں ۔ یہی ہمارا دعوے ہے
علاوہ ازیں رسول کی شان ہم سے بہت بڑی ہے ہمیں یہ حق نہیں کہ ہم
رسول کو پکاریں کیونکہ وہ سارے مسلمانوں کے سردار ہیں

مولانا ۔ حضرات مبارک ہو ۔ مولانا نے نفس یا رسول اللہ کو تو مان لیا ۔ اور

صاف فرمادیا کہ پکارنے میں تو جرم نہیں مگر خدا پکار سکتا ہے - کیونکہ وہ حاکم ہے - جسکا خلاصہ یہ ہوتا ہے کہ محکوم حاکم کو اگر پکارے تو بے ادبی ہے تو بخیال ادب مولانا ندا یا رسول اللہ کو نا جائز بتا رہے ہیں مگر فی نفسہ ندا یا رسول اللہ کو جائز تسلیم کر چکے - لیکن اس ندا کا حق خدا کو ہے ہمیں نہیں - اس سے آج ایک نیا مذہب و عقیدہ مولانا کا معلوم ہوا جس کا ہمیں علم نہ تھا - یعنے خدا کو بھی اُسکے بندے نہیں پکار سکتے - یا اللہ - یا کریم - یا رحیم - یا عزیز یہ سب ناجائز ہے - اس لئے کہ خدا احکم الحاکمین ہے - ہم اُس کے ایک ادنے محکوم بندے پھر ہمیں کیا حق کہ ہم ادنے ہو کر خدا کو پکاریں - یہ بقول مولانا سراسر گستاخی و بے ادبی ہے - (شور جلسہ - حاضرین کا جزاک اللہ کہنا) مگر یہ عقیدہ مولانا کا ہی ہوگا - مولانا کے بڑوں کے نزدیک تو حضور رسالتمآب صلے اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ بڑے بھائی کے برابر ہے - اور تعظیم بھی بڑے بھائی کی سی کرنا لکھی ہے تو جس طرح بڑے بھائی کو خطاب کر سکتے ہیں - رسول کو بھی مخاطب بنا سکتے ہیں

مصرع - مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری -

ہمیں تو اب آیات و احادیث سے جواب دینے کی بھی حاجت نہ رہی مولانا نے خود ہی فیصلہ کر دیا مسئلہ بحمدہ تعالے بالکل حل ہو گیا

اب مناظر صاحب سے ایک درخواست ہے کہ ابتک جناب نے متعدد پہلو بدلے ایک مبحث پر قائم نہ رہے اول سے آخیر تک تخارج و تخالف تقریر و تحریر میں پیدا ہوتا رہا - لیکن میں نے بالکل التفات اور اصلا توجہ نہ کی - اول تو جناب یہی الاپ رہے تھے کہ یا رسول اللہ کہنا قران و حدیث سے ثابت نہیں جسپر میں پیشنگوئی بھی کر چکا تھا کہ عنقریب قیود ات بڑھیں گی چنانچہ وہ صادق آئی کہ آپ نے یا رسول اللہ کو تسلیم کر کے قید لایعنی لگائی اور فرمایا کہ خدا کیطرف سے

رسول کو یا رسول اللہ کہنا جائز کیونکہ حاکم محکوم کو پکار سکتا ہے مگر ہمکو جبکہ ہم محکوم ہیں کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ نواب فرمایئے کس بات کو صحیح تسلیم کیا جائے پہلی کو یا پچھلی کو۔

لامذہب - (غضبناک ہو کر غصہ کے بائیلر کو فل اسٹیم بنا کر) افسوس ہیں کس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ حضرات ہمارا دعوےٰ ہے کہ یا رسول اللہ کو حاضر و ناظر سمجھ کر کہنا ناجائز ہے علاوہ بریں جب رسول اللہ فوت ہو چکے (معاذ اللہ) اور سو من مٹی ان پر ڈال دی گئی (استغفر اللہ) تو اب پکارنے کی کیا حاجت اور اس ندا سے کیا فائدہ اگر کوئی سنے تو اسکو پکارا بھی جائے۔ اللہ صاحب فرماتے ہیں انک لاتسمع الموتیٰ ولاتسمع الصم الدعاء اذا ولّو مدبرین۔ تو جب وہ نہ سنتے ہیں اور نہ حاضر و ناظر تو پکارنے سے کیا فائدہ۔

نوٹ

اس وریدہ دہن لامذہب کی ان موشگافیوں سے جلسہ میں ایسی برہمی پھیل گئی کہ یہ مولانا کا اثر تھا کہ جی ہی میں بل کھا کر رہ گئے۔ ورنہ لامذہب صاحب کے مناظرنے تو اپنی حسب عادت بدامنی پھیلانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا۔ خیر - مولانا خود کھڑے ہو گئے اور فرمایا۔

مولانا - حضرات گستاخانہ جملے نہ صرف زبان سے ادا ہوئے ہیں بلکہ انکی تحریروں میں تو اس سے زاید ہیں۔ مگر للہ معاملہ نہ بگاڑیئے اور حسب وعدہ خاموشی سے سنیئے الکریم اذا وعد وفا - آپ لوگوں پر ظاہر ہو چکا کہ مولانا نے یا رسول اللہ کہنے کو بڑی فراخدلی سے قبول فرمالیا - اب فید پر قید بموجب میری پیشگوئی کے اور بڑھا ہے - کہ حضور کو فوت ہونے کے بعد نہ پکارا جائے - سو من مٹی ڈالی

پھر پکارنے سے کیا فائدہ - تو معلوم ہوا کہ پکارنا جائز مگر بے فائدہ ضرور رہا دعوے تو عام اور مطلق تھا مگر اب حاضر و ناظر ہونے کی قید اور بڑھا دی گئی ہے ؛

مگر اب میں کیسے اطمینان کروں کہ مولانا کا دعوےٰ پورا ہو چکا ممکن ہے کہ آئندہ اور کچھ قیود لگیں - دعوے لکھنے کے وقت سے ابتک پانچ چھ قیود بڑھ چکی ہیں جسکا مطلب ظاہر ہے کہ جواب جبکہ مسکت دلائل سے ملا تو ایک قید اور بڑھا دی اس کا جواب سر توڑ ہو گیا تو ایک قید اور سہی - اور سہی اوّلٹا سر چڑھا اور سہی اس سے بھی منہ کی کھائی تو اور ایک بڑھا دی -

مجھے حیرت ہے کہ مولانا کو مناظر کس نے بنا دیا - اس سے بہتر تھا کہ ویڑھی صاحب ہی ہوتے کہ وہ کچھ سمجھ تو لیتے - اگرچہ نتیجہ یہی نکلتا جو نکل رہا ہے خیر - کیوں مولانا ندا یا رسول اللہ کی بحث تو ختم کیونکہ اسے آپ نے تسلیم کر لیا - اب میں حضور کا حاضر و ناظر ہونا ثابت کروں اور بتاؤں کہ ہم جملہ مسلمان حضور کو حاضر و ناظر کیا اور کسطرح جانتے ہیں اور حق تعالےٰ کیسا نہ کیا عقیدہ رکھتے ہیں - اگرچہ یہ مبحث سے باکل علیحدہ بات ہے کہ حضور سنتے دیکھتے ہیں یا نہیں - لیکن ہم بتاتے ہیں - دیکھتے بھی ہیں اور سنتے بھی ہیں اور نہ صرف سنتے ہیں بلکہ پہچانتے بھی ہیں دوسری بات مبحث سے خارج کہ حضور زندہ ہیں - یا بقول آپ کے یا وہ گو گئے کہ فوت ہو گئے سو من مٹی ان پر ڈالی گئی اور زندہ کیسے زندہ ہیں محض روح سے یا بجد عنصری - اگرچہ یہ تمام مسائل ایک مستقل وقت چاہتے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں ہر مسئلہ کو مختصر دلائل سے عرض کر دوں - نیز علم غیب کا مسئلہ بھی آج ہی طے کر دیا جائے خواہ صبح ہو جائے آپ کو نہ جانا ملیگا نہ آپ جانیکے آجازت لے سکیں گے - تا وقتیکہ تمام مسائل پہ کافی روش

نہ پڑ جائے۔ لیکن دو گذارش ہیں وہ گوش ہوش سن لیجئے۔ اول یہ کہ آپ اپنے موضوع اور مبحث سے راہ فرار نہ اختیار کیا کریں۔ قائل ہو جانا منصف کے لئے باعث ذلت نہیں ہوتا۔ دوسرے ذرا ہمارے پیشواوں کے شان میں جو کچھ آپ کہیں وہ مہذب الفاظ میں ادا کریں کہ خوف فساد ہو جاتا ہے۔ اپنے دل کے حسد کو زبان سے ترجمانی کر کے نہ ظاہر کریں۔ کہ اونکے شیدائوں کے دلوں پر زخم سا لگ جاتا ہے اور ایسی صورتوں میں وہ گستاخی کا جواب اور طرح دیا کرتے ہیں۔ فرمایئے عرض کروں۔ ذرا کھڑے ہو کر کہہ دیجئے۔

لا مذہب۔ حضرات مجھے افسوس ہے کہ مولوی صاحب وہی لایعنی باتیں بنا کر آپ صاحبوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں اور ہمری دلیل کے مقابلہ میں ایک آیت ایک قول بھی مفسر کا جواز یا رسول اللہ میں پیش نہ کر سکے۔ ہم تو آیات و احادیث سے اپنے دعوے پیش کرتے ہیں۔ اور مولوی صاحب لسانی سے غالب آجاتے ہیں۔ یا تو مولانا مہربانی کر کے جواز یا رسول اللہ کے دلائل بیان کریں یا ہمیں جانے دیں فضول مسلمانوں کو مغالطہ میں کیوں ڈال رہے ہیں۔ (حاضرین کی طرف سے ایک فرمایشی قہقہہ)

مولانا۔ (متبسم ہو کر) مولوی صاحب یہ تو آپ کا دل چاہتا ہوگا۔ جو اسوقت آپ کے قلب مبارک پر گذر رہی ہے۔ تنہائی ہوتی تو آپ اتنک بگڑ بگڑا کر کب کے چلدیئے ہوتے۔ مگر یہاں تو نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن کا مضمون ہے اور آپ کر بھی کیا سکتے ہیں بجز ان منہ بانوں کے جو آپ کے سینہ میں پر ہیں جو کچھ آپ کے معاونین نے بدلائل کا میٹریل آپ کے لئے بہم پہنچایا تھا وہ کبھی کا ختم ہو گیا۔ اب تو ابیچ ہیچ و تاب باقی ہے۔ لیکن یاد رکھئے ہمارے سنی حنفی بھائی آپ کی ایسی دریدہ دہنی موشگافی سے برہم نہیں ہو سکتے یہ باتیں

آپ کو آپ کے متعلقین کو ہی مبارک رہیں۔ آپ نے اول سے اب تک کیسے کیسے
سخت حملے۔ نا ملائم الفاظ۔ دل آزار باتوں سے عوام میں بدامنی پھیلانی چاہی
مگر مولانا میری طرف سے ایک حملہ ایسا نہ ہو گا جو آپ کی شان کے خلاف ہو۔ خیر
آپ سے تو مخاطبت فضول سی معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ آپ کے غصہ
کا بوائیلر بہت تیز ہو چکا ہے۔ اور غصہ میں ہوش و حواس عقل و خرد سب
رخصت ہو جاتے ہیں۔ ذرا دم لے لیجئے اب میں اپنے بھائیوں کو بتا دوں کہ
ندا یا رسول اللہ کا ثبوت کیا ہے۔ اگرچہ آپ کے لئے پہلے ہی جواب کافی۔ وافی
شافی نافی ہیں ؎

حضرات۔ اول تفاسیر سے ندا یا رسول اللہ کے دلائل عرض ہیں۔ سنیئے
یہ تفسیر بیضاوی شریف ہے۔ یہ وہ تفسیر ہے جسکو نہ صرف ہم اہل سنت مستند و معتبر
مانتے ہیں بلکہ حضرات غیر مقلدین و وہابیہ گنگوہیہ کو بھی سب تسلیم کرتے ہیں
ہر مدرسہ میں اس کا کورس نصاب تعلیم میں داخل ہے اس میں ماتحت آیت
کریمہ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا۔ تحریر فرماتے ہیں لا تقیسوا دعاءہ
اباکم علی دعاء بعضکم بعضا فی جواز الاعراض والمساھلۃ فی الاجابۃ والرجوع بغیر اذن
فان المبادرۃ الی اجابتہ واجبۃ والمراجعۃ بغیر اذنہ محرمۃ۔ وقیل لا تجعلوا
نداءہ وتسمیتہ کنداء بعضکم بعضاً باسمہ ورفع الصوت بہ والنداء من وراء الحجرۃ ولکن
بلقبہ الاعظم مثل یا نبی اللہ ویا رسول اللہ مع التوقیر والتواضع وخفض الصوت ولا تجعلوا دعاءہ
علیکم کدعاء بعضکم علی بعض الخ۔

جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ ابتدا میں چونکہ حضور اکرم نور مجسم رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کو صحابہ کرام و عوام نام مبارک یا کنیت شریف کے ساتھ مخاطب کیا کرتے تھے مثل
یا محمد یا ابا القاسم وغیرہ کے یہ بات حضرت باری تعالے کو ناپسند ہوئی اور

غیرت الہٰی جوش میں آئی حکم ہوا۔ خبردار ہمارے محبوب کو اس طرح نہ پکارو
جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ اب قدرتاً یہاں ایک سوال پیدا ہوتا
ہے کہ جب یا محمد یا ابوالقاسم کہنے کی ممانعت ہوگئی۔ جسکو علمائے نے حرام لکھا ہے
تو پھر کس طرح حضور کو ندا کریں تو اس کا جواب اول تو قرآن پاک ہی عملی جامہ
پہن کر دے رہا ہے۔ کہ تمام انبیاء کرام کو نام لے کر مخاطب کیا۔ مگر محبوب
دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو کہیں یا محمد نہ فرمایا۔ سارے قرآن پاک میں ایک جگہ
بھی یا محمد نہ ملیگا۔ اگر ملیگا تو یا ایہا المزمل۔ اے جہرمٹ مار کر چلنے والے محبوب
یا ایہا المدثر۔ اے بالوں پوش حبیب۔ یٰسین۔ اے پیارے سردار طٰہٰ اے
ماہ کامل۔ اے ماہ دو ہفتہ۔ اے چودھویں رات کے چاند۔ یا ایہا النبی اے
غیب بتانے والے پیارے وغیرہ القاب عالیہ اور الفاظ جدیدہ سے خطاب
ملیگا۔ چنانچہ ثابت ہو گیا کہ ایسے ندا حرام وممنوع ہے اور ایسے جائز چنانچہ صاحب
بیضاوی نے خود فیصلہ فرما دیا۔" ولکن بلقبہ المعظم مثل یا نبی اللہ ویا رسول اللہ
مع التوقیر والتواضع۔ مگر معظم القاب مثل یا نبی اللہ یا رسول اللہ کیساتھ ندا دو
اسمیں بھی عظمت شان علانیہ ملحوظ رکھنا اور تعظیم نام پاک مقصود ہے۔ اب ترجمہ
بھی سن لیجئے۔ یعنے حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم جو تم کو پکارتے ہیں
اس کو آپس میں خیال مت کرو کیونکہ اگر حضور تمہیں پکاریں اور اعراض
فرمائیں یا بغیر اجازت واپس تشریف لیجائیں۔ تو حضور کو جائز ہے لیکن
تمہیں حضور کا جواب دینا واجب ہے اور بغیر اجازت نہیں تو نا حرام۔
وقیل لاتجعلوا نداء ہ وتسمیتہ کنداء بعضکم بعضاً باسمہ برفع الصوت والنداء وراء الحجرہ
ولکن بلقبہ المعظم مثل یا نبی اللہ یا رسول اللہ مع التوقیر والتواضع خفض الصوت
یعنے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو نام لیکر نہ پکارو جیسے تم آپس میں ایک

ایک دوسرے کو پکارتے ہو بلند آواز سے اور حجروں کے پیچھے سے لیکن پکارو
لقب معظم کے ساتھ جیسے یا رسول اللہ یا نبی اللہ تواضع و توقیر کیساتھ ۔ دبی
آواز سے اور لیجئے یہ جلالین شریف ہے ۔ علامہ جلال الملت والدین جلال
الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ۔ بان تقولوا یا محمد بل قولوا یا نبی اللہ و یا رسول اللہ فی
لین و تواضع وخفض الصوت ۔ یعنے یا محمد نام لیکر ندا نہ دو بلکہ یا رسول اللہ یا
نبی اللہ نرمی اور تواضع کے لہجہ میں پست آواز سے کہا کرو ۔ یہ تفسیر خازن ہے
اس میں اسی آیت کے ماتحت فرماتے ہیں ۔ لاتدعو باسمہ کما تدعوا بعضکم بعضا
یا محمد یا عبد اللہ ولکن فخموہ وعظموہ وشرفوہ وقولوا یا نبی اللہ یا رسول اللہ
فی لین و تواضع ۔ یعنے سرکار مدینہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نام لے کر نہ پکارو
جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو یا محمد یا عبد اللہ کہکر پکارتے ہو بلکہ
ان کی تعظیم و تکریم کرو اور یوں کہو یا نبی اللہ یا رسول اللہ نرمی اور تواضع کی
لہجے میں ۔ یہ تفسیر معالم التنزیل ہے ۔ اس میں فرماتے ہیں ۔ قال مجاہد و
قتادہ لاتدعو باسمہ کما یدعو بعضکم بعضا ۔ یا محمد یا عبد اللہ ولکن فخموہ وشرفوہ
فقولوا یا نبی اللہ یا رسول اللہ فی لین و تواضع ۔ یہ تفسیر حسینی ہے علامہ حسین
واعظ کاشفی فرماتے ہیں ۔ نداکردن شما او را خواندن مر رسول را باید کہ چون ندا دن
یکدیگر نباشد کہ بمجرد نام خوانند بلکہ باید از روے تعظیم باشد چنانچہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ
چہ حضرت جل جلالہ انبیا را بندائے علامت خطاب کردہ و حبیب خود را بندائے
کرامت خطاب کردہ میفرماید ۔ بیت ۔ یا آدم است با پدر انبیا خطاب ۔ یا ایہا
النبی خطاب محمد است ۔ صاوی حاشیہ جلالین شریف میں ہے ۔ لاتجعلوا دعاء الرسول
بینکم ۔ اے نداءہ بمعنی لاتنادوہ باسمہ فتقولوا یا محمد ولا بکنیتہ فتقولوا یا ابا القاسم
بل نادوہ وخاطبوہ بالتعظیم والتکریم والتوقیر بان تقولوا یا رسول اللہ یا نبی اللہ

یا امام المرسلین یا رسول رب العالمین یا خاتم النبیین وغیر ذالک واستفید من الآیۃ انہ لایجوز نداء النبی بغیر ما لایفید التعظیم لافی حیاتہ ولا بعد وفاتہ فبھذا یعلم ان من استخف بجنابہ صلی اللہ علیہ وسلم فھو کافر ملعون فی الدنیا والآخرۃ۔ ترجمہ یعنے سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا نام لیکر نہ پکارو جیسے یا محمد اور نہ کنیت سے جیسے یا ابا القاسم بلکہ حضور کو تعظیم و توقیر تکریم کیساتھ پکارو مثل یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا امام المرسلین یا رسول رب العالمین یا خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم۔ ان آیات سے یہ مستفاد ہوا کہ ندا حیات میں ہو یا بعد وفات اسلئے کہ جو استخفاف و اہانت ذات اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی کرے وہ کافر ہے دین و دنیا میں ملعون ہے۔ انتہی ترجمۃ۔ یہ تفسیرات احمدیہ میں ہے لاتجعلو نداءہ کنداء بعضکم بعضا باسمہ ولارفع الصوت مثل یا احمد یا محمد ولکن بلقبہ المعظم مثل یا نبی اللہ و یا رسول اللہ۔ یعنے حضور کو ایسے نہ پکارو جیسے آپس میں نام لیکر پکارتے ہو بلکہ مثل یا نبی اللہ یا رسول اللہ تعظیمی القاب کے ساتھ پکارو۔ یہ تفسیر درمنثور میں ہے۔ عن ابن عباس قال کانوا یقولون یا محمد یا ابا القاسم فنھاھم اللہ عن ذالک اعظاما لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم فقولو یا رسول اللہ یا نبی اللہ یعنی سلطان المفسرین سیدنا عبد اللہ ابن عباس رضے اللہ تعالےٰ عنہ اٰیۃ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد یا ابا القاسم کہکر بلایا کرتے تھے تو حضرت جلت و عظمت نے اپنے حبیب کی عظمت و توقیر بڑھانے کو منع فرمایا کہ نام لیکر ہرگز نہ پکارو۔ بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہا کرو امام عبد الغنی عینی اور ابو نعیم رضی اللہ عنہما اپنی اپنی تفاسیر میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تخریج فرماتے ہیں لاتصوابہ من بعید یا ابا القاسم

ـــہ اور دیکھئے امام جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر اکلیل فی استنباط التنزیل میں فرماتے ہیں۔ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا فیہ

ولکن کما قال اللہ فی الجواب ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ یعنی ہمارے محبوب کو دور سے یا ابا القاسم کہکر نہ پکارو بلکہ ایسے پکارو جیسے اللہ تعالیٰ نے سورت حجرات میں فرمایا۔ تفسیر علامہ ابو سعود میں ہے۔ لا تجعلوا ندائہ کندا بعضکم بعضاً باسمہ ورفع الصوت والنداء من وراء الحجرات ولکن بلقبہ المعظم مثل یا رسول اللہ یا نبی اللہ مع غایۃ التوقیر والتفخیم والتواضع خفض الصوۃ فلا یناسب المقام۔ یعنی سرکار کو اسطرح نہ پکارو جسطرح آپس میں پکارتے ہو بلکہ نہایت تعظیم و توقیر و تفخیم کے ساتھ تواضع و ارادت سے یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہکر آواز دو۔ تفسیر کبیر میں ہے علامہ فخر الدین رازی فرماتے ہیں۔ لاتنادو کما ینادوا بعض بعضاً یا محمد یا ابا القاسم ولکن قولو یا رسول اللہ یا نبی اللہ عن سعد بن جبیر یعنے حضور کو ایسے ندا نہ دو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لیکر پکارتے ہو یا محمد یا ابا القاسم کہکر بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کے ساتھ مخاطب کرو یہ قول حضرت سعد بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے۔

تفسیر ابن جریر میں ہے۔ امرہم ان یدعوا یا رسول اللہ فی لین وتواضع ولا یقولوا یا محمد یا محمد الخ اللہ نے حکم کیا ہے کہ ہمارے محبوب کو یا رسول اللہ کہکر نہایت تواضع اور نرم لہجہ میں پکارو اور یا محمد یا محمد نہ کہو اس میں بے ادبی ہے۔

تفسیر نیشاپوری میں ہے عن سعد بن جبر لاتنادو باسمہ ولا تقولو یا محمد لکن یا نبی اللہ یا رسول اللہ مع التوقیر والتعظیم والصوت المتخفض۔ یعنے سعد بن جبیر فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کی تفسیر یہ ہے کہ نہ پکارو ہمارے حبیب کو جسطرح تم آپسمیں ایک دوسرے کو آواز دیتے ہو بلکہ

یا نبی اللہ یا رسول اللہ تعظیم و توقیر کیساتھ نہایت پست آواز سے پکارا کرو۔ انتہیٰ علاوہ ازیں بہت سی تفاسیر ہیں کہاں تک بیان کروں اسی طرح سیکڑوں احادیث موجود ہیں لیکن میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں اور مولانا سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنے غصہ کے بوئیلر کو ذرا ٹھنڈا رکھکر میری طرح مفصل جوابات دیں اگر ہمت ہے تو ورنہ حاضرین کے لطف کو کج بیانی سے برائے کرم ضائع نہ فرمائیں۔ مولانا دیکھا آپ نے پھلوات اسی کو کہتے ہیں اور کورانہ تقلید ناواقفی کے سنے سنائے دلائل تو وہی حقیقت رکھتے ہیں جو عوام پر ظاہر ہو چکے۔ اب میں انتظار جواب میں بیٹھا ہوں مہربانی فرماکر مہذب لب و لہجہ میں جواب عنایت کریں۔

لامذہب۔ صاحبو۔ مولوی صاحب وعظ کہکر لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے سوا خاک نہیں جانتے اس طرح ہر جگہ ان کی فتح ہماری شکست ہوتی ہوگی۔ ہم ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ یا رسول اللہ کہنا ناجائز ہے جس طرح بعض اسلامی فرقے مثل فرقہ بریلویہ کے السلام علیک یا رسول اللہ کے ورد میں لفظ یا کا استعمال جائز ہے اس کے سوا جسکو پکارا جاتا ہے چونکہ ہماری نظر سے غائب ہے اس لئے یقیناً وہ ہماری ندا نہیں سن سکتا۔ پس یا کے ساتھ خطاب کرنا جائز ہے۔ اللہ صاحب فرماتے ہیں ۔ کہ دعوۃ الحق والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ وما دعاء الکافرین الا فی ضلال۔ سورۃ رعد ترجمہ اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں وہ کسی طرح بھی انہیں جواب دیتے ہاں اس پکارنے والے کی مثال اسکی سی ہوگی جو پانی کیطرف ہاتھ بڑھا کر کہتا ہے کہ آ تاکہ وہ اس کے منہ تک پہنچ جائے حالانکہ وہ کبھی

بنی صلی اللہ علیہ وسلم ... [illegible]

اس کے منہ تک نہ آئیگا۔ ایسے ہی کافر غیر اللہ کو پکارتے ہیں اور
کافروں کی پکار بالکل رائیگان جاتی ہے دوم وان المساجد للہ فلا تدعوا
مع اللہ احدا۔ سورہ جن۔ اے لوگوں مساجد صرف اللہ کا ذکر کے
لیئے ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہ پکارو۔ اللہ صاحب تو
فرمائیں کسی دوسرے کو مسجد میں نہ پکارو اور آپ لوگ اور بریلوی
فرقہ والے حنیفوں کی مسجد مشہور کر کے ان مسجدوں میں یا غوث دستگیر
یا رسول اللہ یا محمد وغیرہ نہ صرف پکارتے ہیں بلکہ ان مسجدوں میں
اس قسم کے طغرے بھی لکھتے ہیں۔
ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لایستجیب لہ الی یوم القیمۃ
وہم عن دعائہم غافلون۔ سورۃ الصاف۔ اس سے بڑھکر اور کون
گمراہ ہے جو اللہ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو پکارتا ہے جو قیامت تک اسے
جواب نہ دیں اور ان کی دعاوں سے غافل ہیں۔ مولوی صاحب کو چاہیے
کہ اس طرح جواب دیں۔ یوں لمبی چوڑی تقریر سے کیا فائدہ ہوتا ہے

مولانا۔ حضرات میں نے جو کچھ اپنی تقریر میں عرض کیا تھا آپ کو یاد ہوگا
اب مولانا صاحب کی تردید بھی آپ سن چکے ہیں۔ انصاف سے فرمائیں کہ میری
ایک دلیل بھی مولانا غلط ثابت کر سکے مجھے حیرت ہے۔ سوال از آسمان
جواب از ریسمان میرا مخاطب اس طرح پریشان و سراسیمہ کیوں ہے۔
کہ دعوے کچھ کرتا ہے دلائل کسی امر کے پیش کرتا ہے میرے مناظر
کو چاہیے کہ پہلے اپنے حواس درست کرلے اور سوچ سمجھکر جواب
دے۔ دعوے تو یہ کہ یارسول اللہ کہنا ناجائز اور آیتیں وہ جنکو ندا
یارسول اللہ سے اصلا کوئی تعلق نہیں اس بدحواسی کا کیا علاج

قبل ازیں کہ ہم آیات کیطرف توجہ کریں مولانا کی تقریر کا خلاصہ سمجھا دینا مناسب معلوم دیتا ہے (جلسہ کا شور - ضرور ضرور) مولانا کی تقریر کا - خلاصہ یہ ہے کہ غیر اللہ کو پکارنا ناجائز ہے اسلیئے کہ وہ ہماری نظر سے غائب ہیں اس لیئے یقیناً وہ ہماری بات نہیں سنتے لہذا یا کے ساتھ خطاب کرنا جائز نہیں - کیوں مولانا یہ ہی خلاصہ ہے یا کچھ اور -

لامذہب - جی ہاں آپ کہے جایئے -

مولانا - تو اس خلاصہ سے یہ کلیہ برآمد ہوا کہ جو ہماری نظر کے سامنے ہے وہ سنتا ہے اور جو غائب ہے وہ یقیناً نہیں سن سکتا - تو اب میں مولانا سے دریافت کرتا ہوں - کہ میاں میر یا شاہدرہ وغیرہ اگر ٹیلیفون میں بات کیجائے تو اس کلیہ کے لحاظ سے وہ حلماً یقیناً نہیں سننا چاہیے مگر مشاہدہ اس کے خلاف ہے ہم دیکھتے ہیں کہ سینکڑوں کوس کی آواز بذریعہ ٹیلیفون ہم سن لیتے اور سنا دیتے ہیں اور اس کے ذریعہ بڑے بڑے اہم کام پورے ہوتے ہیں علاوہ بریں خدا ہمیں نظر نہیں آتا لہذا خدا بھی بزعم سامی یقیناً نہیں سن سکتا - (معاذ اللہ) لہذا آپ کو جائز نہیں کہ خدائے قدوس کو بلفظ یا کے ساتھ ندا دیں - اگر مولانا کو نظر آتا ہے تو بتائیں - ہمارے عقیدہ میں تو ان ظاہری انکھوں سے اُوسکا نظر نہ آنا ہی اُسکے کمال صمدیت کی دلیل ہے - نظر وہ آئے جو جسم رکھتا ہوا اور جسم وہ رکھے جو مخلوق ہو - اور خدا کا مخلوق ہونا عقلاً نقلاً محال -

پھر فرشتے جو کرام کاتبین ہیں وہ بھی نہیں سنتے بزعم مولانا یونہی جو چاہے لکھ لیتے ہونگے - اس لیئے کہ وہ کسی کو آج تک ان انکھوں سے نظر نہ آئے نہ آئینگے تو ان ایجادات نے مولانا کا کلیہ باطل کر دیا اور یوں -

ہی ہے تو مولانا جواب دیں۔ یہ تو آپ کی تقریر دلپذیر از سرتا پا دل گیر کا جواب تھا۔ اب میں آپ کی تلاوت کردہ آیات کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں:-

حضرت مولانا آپ نے جو آیات تلاوت فرمائیں یہ بلاشک وشبہ آیات قرآنی نہیں مگر جناب نے اپنے دعوے کی دلیل ان کو کیسے بنایا یہ آیات تو بت پرستوں کی پرستش پر نازل ہوئیں لا بیئے مولانا فضل الدین صاحب جلالین شریف یہ دیکھئے یہ جلالین شریف ہے آپ کی آیت متلوہ کے ماتحت لکھتے ہیں

لہ دعوۃ الحق والذین یدعون بالیاد والتاء یعبدون من دونہ ای غیرہ وہم الا

تو خلاصہ یہ ہوا کہ جو لوگ خدا کے سوا بتوں کی پوجا اور پرستش کرتے ہیں انہیں کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ یدعون کے معنے آپ نے کئے پکارنے کے اور صاحب جلالین یعبدون کرتے ہیں یعنی پوجنے کے من دونہ کے ماتحت آ غیرہ وہم الاصنام فرما رہے ہیں یعنے غیر خدا کے پرستش اور وہ بتوں کی پوجا ہے۔ مولانا اس طرح دھوکہ بازی سے کام چلنا مشکل ہے آخر آپ کے مقابل آپ سے کم نہیں تو زیادہ معلومات والا آپ کا خصم ہے عوام پر یہ دھوکہ کیونکر چلنے دے گا یہ تو خیال کر لینا تھا۔ یا یوں کہیے کہ آپ کے نزدیک بت اور انبیاء کرام برابر ہیں۔ دوسری آیت آپ نے پڑھی وہ بھی بتوں کی مذمت میں ہے چنانچہ اسی تفسیر جلالین میں ملاحظہ ہو ومن اضل

اے لا احد اضل ممن یدعوا یعبد ومن دون اللہ ای غیرہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ

وہم الاصنام لایجیبون عابدیہم ای شیئ یسالونہ ابدا وہم عن دعائہم عبادتہم غافلون لانہم جماد لایعقلون واذا حشر الناس کانوا ای الاصنام لہم لعابدیہم اعداء وکانوا بعبادتہم بعبادۃ عابدیہم کفرین جاحدین۔ کون گواہ ہے یہ

نہیں زیادہ گمراہ اوس شخص سے جو پرستش کرے غیر خدا کے یدعوا کے معنی
صاحب جلالین یعبدوا لکھ رہے ہیں الی آخرت وہم عن دعاہم اے عبادتہم -
یعنے وہ بت ان کی عبادت سے بے خبر ہیں - فرماتے ہیں - لانہم جماد اس
لیے کہ وہ پتھر ہیں - سبحان اللہ دعوے کوہ کا دلیل گنگوہ کی آیت عبادت
اصنام کی مذمت کر رہی ہے لیکن اس جرأت وجسارت کے قربان کہ دھو تے
دھوپ دن دہاڑے آنکھوں میں خاک ڈالنے کی ٹھانی سخن پروری نیز ابھلا
ہو - ہاں ایک دلیل اور رہ گئی - تیسری یہ تھی - ان المساجد للہ فلا تدعوا
مع اللہ احدا - یہی صاحب جلالین فرماتے ہیں - ان المساجد مواضع الصلوٰۃ
للہ فلا تدعوا فیہا مع اللہ احدا بان تشرکوا کما کانت الیہود والنصاریٰ -
وذا دخلوا کنائسہم وبیعہم اشرکوا - یعنے مساجد نماز پڑھنے کی جگہ اللہ کے
واسطے ہیں سوا اللہ کے کسی کی پرستش نہ کیجائے جیسے یہود ونصاریٰ کہ
اپنے گرجا وغیرہ میں جاکر شرک کرتے ہیں - اور یہی تفسیر اور مفسرین
کہ رہے ہیں ؛
آپ کی تین دلیلیں تھیں جس سے آپ خود جی میں ذلیل ہو چکے ہونگے
مولانا خوف خدا کیجئے ذرا علم کی شرم بھی مرکوز خاطر رکھئے - توبہ توبہ
یہ کیا دبی بددیانت ہے - کہ بلا دلیل ذلیل ہونے کو ادھر ادھر سے
لاکر من مانگی تھوپ رہے ہو - یا صاف صاف لفظوں میں کہد یجئے کہ ہمارے
نزدیک اولیاء انبیاء معاذ اللہ سب بت ہیں - اور ہم سب کو جماد سمجھتے ہیں
مثل بتوں کے حضرات یہ وہی آیات ہیں جن سے یہ لوگ عوام کو دھوکہ
میں ڈالدیتے ہیں اسلئے کہ اس قسم کی آیات میں جہاں کہیں بھی ذکر ہے
یدعوا تدعوا کے لفظ کیساتھ ہے اس لئے کہ بمعنی صرف پکارنے کے لگا

کرنا واقف کو پھانس بیٹھتے ہیں مرنے کا خوف ایمان کا خیال ہو تو یہ جراءت نہ ہو۔ اور اس میں شک نہیں کہ غیر خدا کی پرستش مثل بت پرستوں کے کرنا شرک ہے لیکن جو اولیا انبیا کو مظہر عون الہی سمجھ کر پکارتے ہیں ان سے استمداد و استعانت کرنے والے مسلمان کیونکر زبردستی مشرک بنا دئے جائیں۔ یہ ہمارا کام نہیں کہ اچھے خاصے مسلمانوں کو مشرک بنا دیں علاوہ ازیں دعا کے الفاظ تو قرآن کریم میں کہیں دعا کہیں یدعوا۔ کہیں تدعوا کہیں ندعوا وغیرہ کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں اس کے چھ معنے وارد ہیں

(اول) بمعنے عبادت چنانچہ سورہ قصص رکوع ۹ میں ارشاد ہے ولا تدع مع اللہ الٰھا آخر اور لا تدع من دون اللہ۔ سورہ یونس رکوع ۱۱

(دوئم) بمعنے استعانت چنانچہ سورہ بقر رکوع ۳ میں ارشاد ہے وادعوا شہداءکم من دون اللہ

(سوئم)۔ بمعنی سوال سورہ مومن رکوع ۶۔ ادعونی استجب لکم

(چہارم)۔ بمعنی قول و کلام سورہ یونس رکوع ۱۔ دعواہم فیہا سبحنک اللھم وتحیتہم فیہا سلام۔ (پنجم) بمعنے ندا سورہ نبی اسرائیل رکوع ۵ میں ہے یوم ندعوا کل اناس بامامہم۔ (ششم) بمعنی تسمیہ یعنے نام لے کر پکارنا سورہ فرقان۔ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم الخ

اب اگر مولانا ہر جگہ ان آیات میں پکارنے کے معنے کرتے ہیں اور اقسام کا لحاظ نہیں کرتے تو براہ کرم ان آیات کا بھی ذرا ترجمہ فرمائیں۔ یقوم مالی ادعوکم الی النجاۃ وتدعوننی الی النار۔ سورۃ مومن رکوع ۱ اور سورۃ نوح رکوع ۲ میں ہے انی دعوت قومی لیلا ونہارا فلم یزدھم دعائی الا فرارا سورہ یونس رکوع ۳ میں۔ واللہ یدعوا الی دارالسلام

ادعوھم لاباٰئہم ھو اقسط عند اللہ۔ سورۂ احزاب رکوع ا۔

فلیدع نادیہ سندع الزبانیۃ کلا ۔ سورۂ اقراء رکوع ا۔

وما دعاء الکافرین الا فی ضلال

فدعوھم فلم یستجیبوا لہم ۔ سورۃ کہف رکوع ۷۔ وان تدعھم الی الہدیٰ سورہ کہف

ملاحظہ ہو مولانا تو کیا ترجمہ کریں گے لیکن میں آپ کو بتاتا ہوں آیات متذکرۂ

بالا میں ہی دعا کے مختلف معنے موجود ہیں۔

حضرت مولانا ذرا کتابوں کا مطالعہ کیا کیجئے یوں میدان میں آکودنا باعث

ذلت ہو جاتا ہے۔ جلالین مدارک شریف وغیرہ متبر کتب تفاسیر میں یدعوا

کے معنے یعبدوا اور دعائہم کے معنے عبادتہم لکھے ہیں جیسا کہ میں ثابت کر چکا۔

مولانا سخن پروری تابکے آخر مرنا ہے دربار الٰہی اور حضور رسالت پناہی میں

پیش ہونا ہے۔ خوف خدا شرم نبی علیہ التحیۃ والثناکر کے انصاف پر آئیں اور

پسح فرمائیں کہ دعا کے معنے پکارنا کہاں تک صحیح ہے اگر خدانہ خواستہ یہ۔

صحیح ہو جائے تو دنیا بھر کے عامۃ المسلمین بلا استثنا وہابیہ وغیر مقلدین

سب مشرک قرار پاتے ہیں اس لئے کہ غیر اللہ کو ندا کسی نہ کسی صورت میں ہر

کس و ناکس دیتا ہے۔

خود حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کے معنے عبادت فرمائے کیا آپ نے

یہ حدیث نہیں سنی الدعا مخ العبادۃ۔ اب ہم بغرض تفہیم عوام اور بخیال

تفہیم جناب سامی تمام مفسرین کرام کے ارشاد و کلام سنا دیئے اور آیات

کے صحیح معنے بتا دیئے جو جناب نے اہل سنت کے سر تھوپی تھیں جن

سے آپ نے عدم جواز کا استدلال کیا تھا۔ تمام مفسرین عظام جب لکھ ۔

رہے ہیں کہ بت پرست اپنے بتوں کو معبود سمجھکر پکارتے ان کی عبادت

کرتے تھے تب ان آیات سے اس فعل قبیح کی مذمت فرمائی گئی۔
لہذا ہم بھی کہتے ہیں کہ غیر خدا جل و علا تبارک و تعالے کو معبود سمجھ کر پکارے
اسکی ذات واحد کے سوا کسی کی پرستش کرے وہ حتماً یقیناً مشرک ہے۔
لیکن جو انبیا اولیا کو مظہر عون الہی سمجھ کر پکارتے ہیں اور معبود ہرگز نہیں
جانتے انہیں مشرک بنانے میں کئے رکعت کا ثواب ملتا ہے جو ضد کی
جاتی ہیں۔

لامذہب - مولوی صاحب یہ جو کچھ بھی تفاسیر آپ نے پیش کی ہیں ہمکو
معلوم ہیں۔ ہم بھی ان سے بے خبر نہیں ہیں۔ لیکن یہ سب متعلق حیات ہیں
زندگی میں جائز تھی اور رسول اللہ جبکہ فوت ہو چکے اب ان کے مرنے کے بعد
ندا کسیکو جائز نہیں۔ جیسا کہ اللہ صاحب فرماتے ہیں۔
ومن اضل ممن یدعوا من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وہم عن دعائہم
غافلون - اس سے بڑھکر کون گمراہ ہوگا جو سوائے خدا کے اسکو پکارے
جو قیامت تک جواب نہ دے سکے اور وہ اس کے پکارنے سے بے خبر
ہیں - ہم تو صاف صاف اپنے دعوے کو بدلائل بیان کر چکے ہیں لیکن
آپ ایسے الجھن میں ڈالکر عوام میں غلط فہمی بڑھاتے ہیں

مولانا - جناب والا اول تو آیات کریمہ میں عموم و اطلاق ہے اور یہ اصولی قاعدہ ہے کہ
مطلق کو اپنے اطلاق پر چھوڑا جائے جب تک اس کے ہم مرتبہ نص
تفسیر نہ کرے - چنانچہ متقدین نے بھی حسب قاعدہ تفسیر میں عموم و اطلاق
رکھا پھر آپ کو کیا حق ہے کہ بلا دلیل قید حیات و ممات لگاکر مطلق کو مقید بحیات
کرتے ہیں ۔

لیکن خیر جانے دیجئے یہ حاشیہ صاوی ہے۔ آپ کو یاد بھی ہے ہیں

ہی عرض کر چکا ہوں - خیر پھر سن لیجیے جو تحت آیت کریمہ لاتجعلو دعاء الرسول کے
فرماتے ہیں - وخاطبوہ بالتعظیم والتکریم والتوقیر بان تقولوا یا رسول اللہ یا نبی
اللہ یا امام المرسلین (الی) واستفید من الآیۃ انہ لایجوز نداء النبی بغیر ما یفید التعظیم لافی
حیاتہ ولا بعد وفاتہ فبھذا یعلم ان من استخف بجنابہ صلے اللہ علیہ وسلم فھو
کافر الی آخر - یعنے ان آیات سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ بجز ان صیغوں کے
جس میں تعظیم وتکریم ہے کسی اور صیغہ کے ساتھ پکارنا حرام ہے عام ازیں
کہ یہ نداء حیات میں ہو یا بعد وفات اس لئے کہ استخفاف واہانت ذات
اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کرنے والا کافر ہے - یہ شرح شفا قاضی عیاض
رحمتہ اللہ علیہ میں ہے - اس میں حضرت مولانا علامہ یگانہ علی قاری
رحمتہ اللہ علیہ ما تحت آیہ کریمہ لاتجعلوا دعاء الرسول کے ارشاد فرماتے
ہیں - (لاتنادوہ باسمہ) اے انعام (نداء) کمنادوۃ (لبعضکم بعضا) اے
باسمہ الذی سماہ ابواہ (ولکن عظموہ) اے باطنا (ووقروہ) اے ظاہرا (ونا
دوہ باشرف ما یحب) اے ما یحبہ (ان ینادی بہ) اے من وصف رسالتہ
او نسبت نبوتہ بان تقولوا (یا رسول اللہ یا نبی اللہ) اے وامثالھما فی
نحو یا حبیب اللہ یا خلیل اللہ وھذا فی حیاتہ وکذا بعد وفاتہ فی جمیع مخاطباتہ
اور اسی میں ما تحت آیہ کریمہ فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم - تحریر فرماتے
ہیں قال اے ابن دینار وھو من کبار التابعین المکیین وفقھائھم ان لم یکن
فی البیت احد فقل السلام علی النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ اے لان روحہ
علیہ السلام حاضر فی بیوت اہل الاسلام :-
عبارت اول کا خلاصہ تو یہ ہوا کہ حضور علیہ السلام کو ایسے نداء دو جیسے
آپسمیں ایک دوسرے کو پکارتے ہو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا حبیب اللہ

یا خلیل اللہ وغیرہ القاب تعظیم و تکریم کے ساتھ پکارو اور یہ حکم جیسا زندگی میں ہے اسی طرح بعد وفات کے۔

اور عبارت دوم کا خلاصہ یہ ہے کہ ابن دینار رضی اللہ عنہ جو بڑے زبردست تابعی عالم ہیں کل مکہ والوں کے مسلمہ فرماتے ہیں کہ اگر تم ایسے گھر میں جاؤ جہاں کوئی نہ ہو تو کہو السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس لئے کہ روح مطہر سید البشر صلے اللہ علیہ وسلم ہر مسلمان کے گھر جلوہ گر رہتی ہے۔ کہئے مولانا اب بھی کچھ تسلیم کرنے میں عذر باقی ہے جانے دیجئے آپ کے ہی امام حافظ ابن القیم الجوزیہ کتاب الروح میں لکھتے ہیں ابن عبدالبر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا ما من مسلم یمر علی قبر اخیہ کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا رد اللہ علیہ روحہ حتی یرد علیہ السلام۔ کوئی مسلمان نہیں کہ گذرے اپنے اس بھائی کی قبر پر جس کو وہ دنیا میں جانتا تھا اور سلام کرے مگر اللہ اس کی روح اس کی طرف لوٹاتا ہے یہاں تک کہ وہ سلام کا جواب دے۔ اور لکھتے ہیں۔ کہ حضور نے فرمایا۔ ان المیت یسمع قرع نعال المشیعین لہ اذا تفرقوا عنہ۔ میت جانے والوں کے جوتوں کی آواز سنتی ہے جبکہ وہ لوٹتے ہیں۔ آگے فرماتے ہیں۔ وقد شرع النبی صلی اللہ علیہ وسلم لامتہ اذا سلموا علی اھل القبور ان یسلموا علیہم سلام من یخاطبونہ فیقول السلام علیکم دار قوم مومنین وھذا خطاب لمن یسمع ویعقل۔ ولولا ذالک لکان ھذا الخطاب بمنزلہ خطاب المعدوم۔ والجماد والسلف مجمعون علی ہذا وقد تواترت الآثار عنہم بان المیت یعرف زیارت الحی لہ ویستبشر بہ۔ مختصر یہ کہ فرماتے ہیں السلام علیکم دار قوم مومنین کا خطاب اس کے لئے ہے جو سنتا اور سمجھتا ہو۔ اور اگر وہ نہیں سنتا

تو فرماتے ہیں پھر یہ خطاب معدوم کو ہو جائیگا جمادی کے لئے ۔

مولانا اب تو راہ راست پر آیئے انکار و اصرار کو بالائے طاق فرمایئے آپ کے ہی امام فرما رہے ہیں کہ حضور تو حضور عام مسلمان سنتے اور سمجھتے ہیں یہی مضمون تفسیر کبیر ۔ تفسیر در منشور ۔ تفسیر ابن عباس تفسیر ابن جریر ۔ تفسیر خازن تفسیر معالم التنزیل ۔ تفسیر احمدی ۔ تفسیر نیشاپوری ۔ تفسیر حسینی تفسیر صفانی وغیرہ میں مفصل موجود ہے اور ایک روایت ابن قیم کی علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں ۔ وقال ابن القیم الاحادیث والآثار تدل علی ان الزائر متی جاء علم بہ المزور وسمع کلامہ وانس بہ ورد سلامہ علیہ وھذا عام فی حق الشہداء وغیرہم ۔ ابن قیم نے لکھا کہ احادیث و روایات اس امر پر دال ہیں کہ زائر جب جاتا ہے صاحب مزار کے پاس تو اسے معلوم ہوتا ہے اور وہ اس کا کلام سنتا ہے موانست اختیار کرتا ہے ۔ سلام کا جواب دیتا ہے ۔ اور یہ عام ہے حق شہداء اور غیر شہداء میں اور انبیاء کرام کے متعلق خاص حدیث موجود ہے ۔ (مولانا ذرا مشکوۃ دیکھئے) (یہ خطاب مولوی فضل الدین صاحب سے تھا جو کتابیں لے کر ہمراہ تشریف لائے تھے ۔) ملاحظہ ہو ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء ۔ فنبی اللہ حی یرزقون ۔ اللہ تعالے نے زمین پر حرام فرما دیا ہے کہ وہ اجساد انبیاء کو کھائے ۔ پس حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون بیشک انبیاء کرام زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں ۔ اور عمل نماز کا تعلق جوارح سے ہے اور جوارح بغیر جسم متحقق نہیں ہو سکتی ہیں ۔

اور سب جانے دیجئے ۔ آپ کے پیشوا اور امام حافظ ابن قیم منتقی الاخبار میں لکھتے ہیں ۔ اجی مولانا (یعنی مولانا فضل الدین صاحب)

فنبی اللہ حی یرزق نبی صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں [illegible]

یہ بیجئے منتقے الاخبار ہے۔ عن اوس ابن اوس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم وفیہ قبض وفیہ النفخۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا علی من الصلوۃ فیہ فان صلوتکم معروضۃ علی قالوا یا رسول اللہ وکیف تعرض علیک صلوتنا وقد ارمت یعنی وقد بلیت فقال ان اللہ عزوجل حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیا رواہ الخمسۃ الا الترمذی۔ اور لیجئے شوکانی جو آپ کے مشہور پیشوا ہیں شرح منتقے الاخبار میں لکھتے ہیں۔ قولہ وقد ارمت۔ بھمزۃ مفتوحۃ وراء مکسورۃ ومیم ساکنۃ بعدہا تاء المخاطب المفتوحۃ یہ تو (ارمت) کا حلیہ بتا رہا ہے آگے کہتے ہیں۔ والاحادیث فیہا مشروعیۃ للاکثار من الصلوۃ علی النبی یوم الجمعۃ و تعرض علیہ وانہ فی قبرہ۔ وقد اخرج ابن ماجہ باسناد جید انہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لابی الدردا ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیا۔ وفی روایۃ للطبرانی لیس من عبد یصلے علی الا بلغنی صلوۃ قلنا وبعد وفاتک قال وبعد وفاتی ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیا۔ آگے چل کر لکھتے ہیں وقد ذھب جماعۃ من المحققین الی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حی بعد وفاتہ وانہ یسر لطاعات المغفرہ ہے ان الانبیا لا یبلون مع ان مطلق الادراک کالعلم والسماع ثابتۃ لسائر الموتی۔

مختصر یہ کہ ابن تیمیہ اور شوکانی بھی ان احادیث کے قائل ہیں کہ انبیاء کرام کا جسم زمین پر حرام ہے کہ انبیاء کرام بعد وفات بھی زندہ ہیں اور وہ اعمال امت سے خوش ہوتے ہیں۔ اور نہ صرف انبیاء بلکہ اور سب ہیں مثل علم اور سماعت وغیرہ کے تمام اموات مساوی ہیں یعنی سب سنتی اور جانتی ہیں۔ تو مولانا اب تو مانو گے یا مزید برآں تسکین کے لئے شوکانی کی روح منگواؤں۔ (۳) اور شوکانی تو زور دیکر لکھتے ہیں کہ محققین کی جماعت اسپر غالب ہے

حضرات اب تو آپ بھی سمجھ گئے ہونگے کہ نہ صرف حضور پر نور سید یوم النشور صلے اللہ علیہ وسلم زندہ بجسد عنصری ہیں بلکہ عام خلائق کو اللہ نے یہ مرتبہ عنایت فرمایا ہے کہ وہ زائر کو جانتے اوسکے قول کو پہچانتے ہیں

(جلسہ کا شور جزاک اللہ)

آہا سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا اس کے متعلق قبل اس کے کہ میں دلائل نقلیہ پیش کروں پہلے دلائل عقلی سے فیصلہ کیجئے کیوں مولانا ساری دنیا میں ایک آفتاب ایک ماہتاب ہے۔ اور زمین سے آسمان تک، پانچسو برس کی راہ۔ آفتاب فلک چہارم پر اور ماہتاب فلک اول پر۔ فرمایئے یہ ایک آن ایک لحظہ میں ہر ایک ملک ہر ایک گھر ہر ایک شہر میں حاضر و ناظر ہے۔ یا نہیں۔ شرق سے غرب تک جنوب سے شمال تک۔ ایک آفتاب ایک ماہتاب کو تمام عالم دیکھتا اور وہ تمام عالم کو دیکھتا۔ اور تمام عالم میں حاضر رہتا ہے یا نہیں اوسی کی روشنی سے تمام خلق خدا فائدہ اٹھاتی ہے یا نہیں باوجودیکہ وہ ایک زرہ ہے نور مصطفٰی صلے اللہ علیہ وسلم کا ۔

اور نور اقدس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات کی علت ہے اور تمام۔ مخلوقات اسکی معلول حضور باعث ایجاد عالم سبب تخلیق آدم ہیں آپ کے نور کرامت ظہور سے تمام انبیاء عالم پیدا ہوئیں حدیث میں ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں۔ حضور سے عرض کی کہ تمام مخلوق سے پہلے حق سبحانہ تعالے نے کس چیز کو پیدا فرمایا۔ ارشاد ہوا یا جابر ان اللہ خلق نور نبیک محمد صلے اللہ علیہ وسلم قبل الانبیاء۔ اے جابر تمام انبیا سے قبل تیرے نبی کے نور کو اللہ نے پیدا فرمایا تو جب آفتاب

ایک ذرہ ہے نور مصطفے علیہ التحیۃ والثناء کا اور پھر تمام عالم میں حاضر وناظر ہو تو حضور کے حاضر ناظر ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔

ہاں اتنا فرق ہے کہ حضرت عزت عظمت تبارک وتعالیٰ کے پیدا کرنے سے ذات اقدس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئی اسی طرح اوس کے بنانے سے حاضر وناظر ہوئے بالذات حاضر وناظر ذات الہٰی اور بالعطا ذات رسالت پناہی اور اس فرق کو تمام اہل جہاں خوب سمجھتے ہیں بالذات ذات اقدس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو کوئی مسلمان حاضر وناظر نہیں جانتا۔

(جلسہ کا شور بیشک بیشک) ایک کمال ہی ذات اقدس محمدی صلے اللہ علیہ وسلم میں بالذات جاننے کو ہر مسلمان کفر جانتا ہے۔ لیکن مسلمان کو مشرک کافر زبردستی بنانے کا تو ذکر ہی کیا۔ خدا توفیق انصاف عطا فرمائے ؂

علاوہ برین یوں سمجھئے کہ جب حق تعالےٰ ہر وقت ہر آن ہر لحظہ ہر دقیقہ حاضر وناظر بالذات ہے تو حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم جب کہ مظہر صفات الہی ہیں۔ کیونکہ بالعطا حاضر وناظر نہ ہونگے دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ بالذات چاند میں نور نہیں جو کچھ ہے وہ سورج کا عطیہ ہے تو جسطرح آفتاب کے مقابل جب قمر آتا ہے نور روشن ومنور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح آفتاب الوہیت کے مقابل ماہتاب رسالت اکر۔ مستنیر ہو گیا خود بالذات کچھ نہ تھا۔ بالفاظ دیگر یوں سمجھ لیجئے کہ جب آئینہ کو آفتاب کے مقابل کریں تو وہ عکس آفتاب سے آفتاب کے جلوے ظاہر کرنے لگتا ہے۔ اسی طرح آئینہ رسالت جب آفتاب الوہیت کے مقابل آیا۔ تو جلوہ الوہیت کے چمکارے مارنے لگا۔ پھر بوساطت

قمر نبوت تمام عالم انوار افتاب الوہیت سے مستنیر ہو گیا۔ یہ ہی سبب ہے
کہ فرمایا واللہ ہو المعطی وانا القاسم اللہ عطا فرماتا ہے ہم دیتے ہیں یعنی آفتاب
احدیت ماہتاب رسالت کے اندر جلوہ ڈالکر عالم کو مستنیر کرتا ہے۔
تعجب اور سخت تعجب ہے کہ آفتاب تو عالم میں روشن و جلوہ افروز ہو اور منبع
انوار احمد مختار صلے اللہ علیہ وسلم جن کے نور کا آفتاب پر تو اور ایک ذرہ
ہے عالم میں جلوہ افروز ہو کر حاضر و ناظر نہ ہوں۔ حق یہ ہے کہ کور چشم
تیرہ قلب کو عظمت ذات رسالت نظر ہی نہیں آتی۔ لیکن ان کو نظر نہ آنے
سے وجود آفتاب معدوم نہیں ہو سکتا۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم۔
چشمۂ آفتاب راچہ گناہ۔ اُس آفتاب رسالت کا۔ اس میں کیا قصور۔
ان خفاش چشموں کی آنکھوں کا قصور ہے۔ یہ جو منکر ہیں اپنے دل کی آنکھ
کا علاج کرائیں ان کے انکار سے حضرت مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کا۔
حاضر ناظر ہونا غلط نہیں ہو سکتا۔ سنیئے حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم
فرماتے ہیں۔ انا من نور اللہ والخلق کلہم من نوری۔ میں اللہ کے نور
سے ہوں اور تمام مخلوق میرے نور سے۔ اور قرآن پاک سے بھی
اس ذات منور کا نور مجسم ہونا ثابت ہے۔ قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین۔
اللہ کیطرف سے تمہارے پاس نور مجسم اور کتاب روشن آگئی۔ مسلمانو
جب حضور کا نور مجسم ہونا قرآن سے ثابت ہے تو فرمائیں۔ نور کو کون
چیز حاجب ہو سکتی ہے۔ خیر عقلی دلائل کا ہی اس قدر ہجوم ہے کہ نقل
کی طرف جانے کی مہلت ہی نہیں دیتی۔ لیکن منصف کو ایک معقول
بات کافی ہوتی ہے اور ہٹ دھرم کو عمر بھر سمجھاؤ۔ تو وہی مرغے
کی ایک ٹانگ رہتی ہے۔ لہذا اسی پر اکتفا کر کے دلائل نقلیہ پیش کرتا ہوں

قرآن شریف میں ارشاد ہے۔ یا ایہا النبی انا ارسلنٰک شاہدا و مبشرا و نذیرا۔
اس آیت کریمہ میں مولیٰ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب دانائے کل عیوب جناب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرماتا ہے۔ اور ارشاد فرماتا ہے کہ بیشک اے نبی ہیجا ہم نے تمکو شاہد یعنی گواہی دینے والا تمام امم پر اور تمام انبیا علیہ السلام پر تفسیر خازن میں ماتحت آیہ کریمہ فرماتے ہیں شاہد اللرسل بالتبلیغ وقیل شاہدا علی الخلق کلھم یوم القیمہ اور ملاخطہ ہو تفسیر معالم التنزیل میں ہے۔ اے شاہد اللرسل بالتبلیغ و مبشرا لمن آمن بالجنہ و نذیرا لمن کذب بآیاتنا من الکفار۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہے وما ہو علی الغیب بضنین۔ تفسیر معالم التنزیل میں ماتحت آیہ کریمہ مذکور ہے۔ وما ہو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم علی الغیب ای الوحی و خبر السماء و ما اطلع علیہ مما کان غائبا عنہ عن الدنیا و القصص بضنین قرء اھل مکہ والبصرہ والکسائی بالظاء ای بمتہم (ان قال) و قراء الاکثرون بالضاد اے ببخیل یقول انہ یاتیہ علم الغیب فلا یبخل بہ علیکم بل یعلمکم و یخبرکم بہ ولا یکتمہ کما یکتم الکاہن ما عندہ خفےٰ یاخذ علیہ حلوانا اور ایسا ہی خازن میں ہے۔ یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم غیب دان ہیں۔ اور نہیں علم غیب بتانے میں بخل نہیں کرتے بلکہ سکہاتے اور خبر دیتے ہیں۔ وہ نہیں چھپاتے جیسے کاہن حلوے کے لالچ میں چھپاتے ہیں۔ اور آیتہ کریمہ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہولاء شہیدا۔ کے ماتحت تفسیر مظہری میں ہے وجئنا بک یا محمد علی ہولاء یعنی امتک امتہ الدعوۃ شہیدا۔ یشہد النبی صلے اللہ علیہ وسلم علی جمیع الامۃ من راہ ومن لم یرہ۔ یعنے گواہی دینگے نبی صلے اللہ علیہ وسلم روز قیامت ہر اس شخص کی جس نے آپ کو دیکھا اور جس نے نہ دیکھا پھر ایک حدیث حضرت

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمائی ہے فقال لیس من یوم الا وتعرض علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم امتہ غدوتہ وعشیتہ فیعرفہم بسیماہم و انالہم فلذالک یشہد علیہم کوئی دن ایسا نہیں مگر پیش کئے جاتی ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر اعمال امت صبح و شام کے پس حضور جانتے ہیں جو انکی نشانی ہے اور اعمال ان کے پس اسی وجہ سے حضور ان پر گواہ ہونگے اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر عزیزی میں تاتحت آیت کریمہ ویکون الرسول علیکم شہیدا۔ تحریر فرماتے ہیں یعنے و باشد رسول شما بر شما گواہ زیراکہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام ربتہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست وحجابے کہ بدان از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او مے شناسد گناہان شما را و درجات ایمان شمارا و اعمال نیک وبد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا لہذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است۔ اور ظاہر ہے کہ شہادت کے لئے مشاہدہ لازمی ہے ورنہ شاہد کی شہادت غیر معتبر اور شرعاً ناجائز تمام فقہا نے اسکی تصریح فرمائی کہ جو شخص بلا دیکھے کسی کی گواہی دے تو اس کی گواہی عند الشرع مردود و نامقبول ہے اور علامہ محقق شیخ مدقق مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب جامع البرکات میں تحریر فرماتے ہیں (مولانا فضل الدین صاحب سے ملاحظہ جناب) ہاں صاحب یہ جامع البرکات ہے ملاحظہ ہو لکھتے ہیں ۔ وے صلے اللہ علیہ وسلم بر احوال و اعمال امتان مطلع است و بر مقربان و خاصان خود ممد و مفیض است۔ و حاضر و ناظر۔ کچھ سمجھے مولانا یا ابھی مرغی کی ایک ہی ٹانگ ہے ۔ اور سنیے ۔

طبری کی حدیث ملاحظہ ہو لکھتے ہیں جب آیت کریمہ انا ارسلناک شاہدا نازل ہوئی تو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب باری میں عرض کیا کہ اے رب تو نے میرے واسطے یہ شروع فرمایا کہ بغیر دیکھے کسی کی شہادت نہ دوں پھر میں کیسے گواہی بروز قیامت دے سکوں فاوحی اللہ تعالی الیہ ایہا السید نحن نسری بک الینا ملکوۃ الاعلی جناب عزت جل مجدہ نے وحی فرمادی کہ اے سرور عالم ہم آپ کو اپنی طرف بلائیں گے تاکہ تمام ملکوت اعلیٰ کا شاہدہ کرو۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ بخاری شریف میں ہے کہ شب معراج عرش عظیم سے میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکا فعلمت بہا ما کان ومایکون۔ پس یہ سب اس کے جان لیا میں نے جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا ان دلائل سے ثابت ہو گیا کہ حضور پر نور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رب العزت نے ملکوت السموات والارض کا شاہد بنا دیا۔ علم اولین وآخرین عطا فرمایا۔ رب العزت نے ازل سے ابد تک جو کچھ ہوا جو کچھ ہوگا جو کچھ ہو رہا ہے سب ظاہر کر دیا کوئی ذرہ زمین میں ایسا نہیں جس کے حضور ناظر نہ ہوں کوئی مقام ایسا نہیں جہاں حضور کی جلوہ گری نہ ہو۔ ہمارے تمہارے سب کے اقوال وافعال اور موجودہ گفتگو سب ان پر ظاہر وعیاں ہے۔ اور طبرانی میں بسند صحیح حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ھذہ بیشک اللہ عزوجل نے میرے سامنے دنیا ومافیہا اٹھالی اور میں اس کی طرف اور اس میں قیامت تک جو ہونے والا ہے ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی دوسری حدیث میں ہے جسکو ترمذی وغیرہ اکابر محدثین حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں

ہیں سرآیتہ عزوجل وضع کفہ بین کتفی فوجدت بردانا ملہ بین ثدییی فتجلی الی کل شیئی وعرفت ۔ اور بخاری شریف میں بجائے عرفت کے فعلمت ما فی السموات والارض ہے یعنی میں نے رب عزوجل کو دیکھا کہ اس نے اپنا ید قدرت میرے دونوں شانوں کے درمیان میں رکھا پس میں نے اس کے پوروؤں کی برودت اپنے سینے کے درمیان محسوس فرمائی پھر مجھ پر ہر شئے روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لیا جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب جان گیا۔ پھر بخاری شریف میں ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قام فینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قیاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اہل الجنۃ منازلھم واہل النار منازلھم ۔ ہم میں ایک روز نبی علیہ السلام نے کھڑے ہوکر ابتداء خلق سے بیان فرمانا شروع کیا یہاں تک کہ جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل کر دئے گئے۔ اور بھی ایک یہی وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء صاحب تفسیر خازن فرماتے ہیں ۔ قال السدی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرضت علی امتی فی صورھا فی الطین کما عرضت علی آدم واعلمت من یومن بی ومن یکفر بی فبلغ ذالک المنافقین فقالوا استہزاء زعم محمد انہ یعلم من یومن ومن یکفر ممن لم یخلق بعد ونحن معہ وما یعرفنا فبلغ ذالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ فقام علی المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ما بال اقوام طعنوا فی علمی لاتسئلونی عن شیئ فیما بینکم وبین الساعۃ الا انباتکم بہ فقام عبد اللہ بن حذافہ السہمی فقال من ابی یا رسول فقال حذافہ فقام عمر فقال یا رسول اللہ رضینا باللہ ربا وبالاسلام دینا وبالقرآن اماما وبک نبیا فاعف عنا عفا اللہ عنک فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم فہل انتم منتہون فہل

اور فرمایا کہ علم غیب سے جس غیب کو آپ نہ جانتے تھے ۔ اور فرمایا سکھا دیا ہم نے اے حبیب تم کو جو کچھ تم نہیں جانتے تھے ۔ اور انکی مکاریوں پر جنکو تم نہیں جانتے تھے

انتم منتھون ثم نزل عن المنبر فانزل اللہ ھذہ الآیہ ــــ جس کا مختصر ترجمہ یہ ہے کہ حضور نے فرمایا مجھ پر میری امت ابھی اپنی صورت پر ایسے حالت میں پیش کی گئی کہ ابھی وہ مٹی میں تھی جیسے کہ آدم علیہ السلام پر پیش ہوئی تھی ۔ اور میں جانتا ہوں جو مجھ پر ایمان لائے گا ۔ اور جو جو کفر کرے گا ۔ جب یہ خبر منافقین کو پہونچی وہ استہزا کرنے لگے تو حضور نے وعظ فرمایا اور کہا کہ قوم کے لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ میرے علم میں طعن کرتے ہیں نہ پوچھو گے تم مجھ سے قیامت تک کے حالات مگر میں بیان کرونگا چنانچہ عبداللہ بن خذافہ سہمی کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا حضور میرا باپ کون تھا فرمایا حذافہ تھا ۔ یہ سنتے ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ حضور ہم معافی چاہتے ہیں اور اسلام پر راضی ہیں ۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا اب تو باز رہو گے اب تو باز رہو گے ۔ یعنی ایسی یاوہ گوئی سے اب تو عہد کرتے ہو پھر آپ منبر سے اتر آئے اس وقت یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی ۔ وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشا ۔ یعنے اور اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے ۔ ان آیات و احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو علم ماکان و مایکون عطا فرمایا ملکوت السموات والارض کا شاہد بنایا جکا انکار نہ کرے گا مگر گمراہ ۔ دیکھا آپ نے علامہ علاؤالدین صاحب تفسیر خازن نے کتنی صاف اور روشن حدیث ذلیل منافقوں کو ذلیل کرنے کے لئے پیش

کی فرماتے ہیں اس پر منافقین نے استہزا کیا اور کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اب تو یہ دعوے کرتے ہیں کہ مجھے ان کا بھی علم ہے جو مجھپر ایمان لائیں گے۔ اور ان کا بھی جو کفر کریں گے۔ اور وہ ابھی تک پیدا بھی نہیں ہوئے۔

الحمد للہ کہ میں اپنا فرض ادا کر چکا مولانا ان دلائل کا جواب دیں لیکن۱؎ چونکہ وہ رشل مولانا کے ہیں زیادہ پوٹ کتابوں کی نہیں لایا ہوں اس وجہ سے موجو کتابوں سے جو دلائل پیش کئے وہ منصف کے لئے کم نہیں اور نہ سمجھنے والے کو خدا سمجھے ہاں مولانا انصاف سے جواب دیجئے اب میں جواب سننے کے لئے بیٹھتا ہوں۔ (نعرہ حاضرین جلسہ کیطرف سے۔ اللہ اکبر۔ جزاک اللہ

لامذہب۔ صاحبو آپ سمجھ گئے ہونگے کہ ہم نے کس خوش اسلوبی سے مولانا پر دلائل کے ساتھ اپنے دعوے کو ثابت کیا لیکن افسوس مولانا سوائے وعظ کہنے کے کچھ نہیں جانتے۔ ہم پھر ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ ہم نے یا رسول کو نا جائز نہیں کہا مگر مولویصاحب نے جسطرح دلائل پیش کر کے آپ کو سمجھایا وراصل حق کو چھپایا۔ بیضاوی کو ہم بھی دیکھے ہوے ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ میرے مد مقابل کیوں اس ندا کو مرنے کے بعد بھی جائز قرار دے رہے ہیں۔ زندگی میں جائز تھا اب وہ فوت ہو چکے ہیں اب جائز نہیں صاحبو آپ لوگ جو یہ درود پڑھتے ہیں صلے اللہ علیک یا رسول اللہ وسلم علیک یا حبیب اللہ اس کا ثبوت نہ رسول سے نہ صحابہ سے بلکہ حدیث سے جو درود ثابت ہے وہ ہم اہل حدیث پڑھتے ہیں۔ اللھم صلے علے محمد وعلی آل محمد یا نماز والا درود جو آپ کے ارشاد کے مطابق ہے۔ اور الصلوٰۃ علیک یا رسول اللہ کا درود یزید کے متبعین نے ایجاد کیا تھا کیونکہ ان کو آل کے ساتھ بغض تھا۔ لامذہبوں کا مولوی اتنا کہنے پایا تھا

۱؎ [illegible]

کہ اس دل آزار جملے نے تمام حاضرین کو برہم کر دیا اور جناب حاجی شمس الدین صاحب نوڑھی والے سے نہ رہا گیا تو غضبناک آواز میں للکارے کہ او مردک خاموش بک بک مت کر کچھ ہمت ہے تو جواب دے۔ گالی دینے سے تیرا پیچھا نہیں چھوٹ سکتا۔ قریب تھا کہ جلسہ میں فساد ہو جائے۔ لیکن صدر صاحب نے کھڑے ہو کر تمام اہل جلسہ کی برہمی کو روکا اور فرمایا کہ حضرات اللہ صبر کیجئے میں امن کا ذمہ دار ہوں۔ فساد اچھا نہیں ان موذیوں کو سوائے اس کے کچھ نہیں آتا حق و باطل کا امتیاز ہو گیا پھر۔ سپرنٹنڈنٹ صاحب نے کھڑے ہو کر لامذہب مولوی سے کہا کہ مولوی صاحب جب آپکو بات کرنے کی تمیز نہیں ہے تو آپ مناظرہ کی جرأت کر کے کیوں آگئے، آپ نے مسلمانوں کی سخت دل آزاری کی ہے آپکو اپنے جملے واپس لینے چاہئیں۔

لامذہب۔ صاحبو میں نے اپنی دانست میں کوئی گستاخانہ جملہ نہیں کہا اور اگر آپ کو ناگوار گذرا ہو تو معاف کیجئے۔

سپرنٹنڈنٹ صاحب۔ تم بھی عجیب آدمی ہو علانیہ گالی دیتے ہو اور پھر کہتے ہو "میں نے کوئی گستاخی نہیں کی یا تو آپ اپنے جملے واپس لیں ورنہ قانونی عمل درآمد کرتا ہوں لامذہب مولوی کے ہوش اڑ گئے اور فوراً یہ آواز کہنے لگا۔

صاحبو۔ میں اپنے جملے واپس لیتا ہوں اور آپ صاحبوں سے معافی چاہتا ہوں۔ حق تو یہ ہے کہ مولانا کے سکون بخش اشارے اور صدر صاحب کی تقریر نے جلسے کے فساد کو روکنے میں جادو کا سا اثر کیا ورنہ فریق مخالف کی جمعیت معہ مناظر کے بری طرح لوٹتے۔

المختصر مولانا نے کھڑے ہو کر آخیر میں فرمایا

حضرات:- مولوی عبدالمجید صاحب نے تو اس درود کو یزیدیہ ہی فرمایا جس سے آپ کو یہ جوش ہوا لیکن انکے بڑے تو اس سے بھی بڑھ کر نہ صرف ہمیں آپکو سب وشتم کر چکے ہیں۔ بلکہ ذات اقدس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کر چکے ہیں۔ لیکن میں مناسب نہیں سمجھتا کہ اس کے ظاہر کرنے میں خود فساد ہے مولوی صاحب کو اختیار ہے مجھے چاہے جتنی گالیاں دیں دیں۔ میں گالیاں سننے کو تیار ہوں چڑھا ہوا آدمی تو سنا ہے کہ پتھر مارا کرتا ہے۔ اس کی پرواہ نہیں مگر میرے دلائل کا جواب دیں یا لاجواب ہونا تسلیم کریں اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اگر یہ فرض محال اگر یزیدیوں کا ایجاد کردہ ہے تو اس کا ثبوت دیجئے۔ آپ کے پیشوا مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمت محدث دہلوی اپنے رسالہ الانتباہ فی سلاسل اولیا اللہ میں اورادفتحیہ کے پڑھنے کے واسطے یوں ارقام فرماتے ہیں۔ فریضہ نماز بامداد گذارد وچوں سلام دہد باذن اورادفتحیہ خواندن مشغول شود کہ از برکات انفاس هزار وچہار صد ولی کامل شدہ است

حضرات اورادفتحیہ کے پڑھنے سے مولانا دہلوی فرماتے ہیں کہ چودہ سو ولی کامل ہو گئے۔ یہ اورادفتحیہ ہے اسمیں منقول ہے۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا خلیل اللہ۔ الخ تو حضرات خود سمجھ لیں کہ جن کو یہ پیشوا مانتے ہیں وہ بھی اس درود شریف کے برکت ورد سے چودھ سو ولی بن جانا تحریر فرماتے ہیں۔ خدا ہدایت دے اور توفیق ادب عنایت فرماوے۔ اور مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب مآۃ مسائل کے چوبیسویں۔۔۔ سوال کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اگر درود وسلام پہنچانے کے لئے یا رسول اللہ کہکر ندا دے تو جائز ہے (مولانا فضل الرحمٰن صاحب ذرا مآۃ مسائل تو دیکھئے)

بیجھے یہ مائۃ مسائل ہے۔ لکھتے ہیں۔ اگر کسے یا رسول اللہ بگوید برائے رسانیدن
درود و سلام جائز است۔

اس جواب کی اگرچہ چنداں ضرورت نہ تھی لیکن اس وجہ سے مناسب سمجھا
کہ مبادا گھر پہنچ کر مولانا یوں نہ کہدیں کہ ہمارے آخری سوال کا جواب
تو دیا ہی نہیں۔ اب مولانا کیا کہئے گا لو آپ اپنے جال میں صیاد آگیا
اب تو ذرا سوچکر مولانا کچھ کہیں گے شاہ ولی اللہ صاحب شاہ محمد اسحاق صاحب
ہی اگر یزیدی درود کے بتانے والے ہیں تو اللہ رحم کرے۔ آپ
بچ کر کہاں جائیں گے۔

لامذہب۔ مولوی صاحب آپ شاہ صاحب کے تو مقلد نہیں ہیں پھران
کی تقلید سے آپ کیسے کہتے ہیں۔

مولانا۔ یہ تو جواب میرے دلائل کا نہیں۔ آپ کہدیجئے کہ ہم شاہ صاحب
کو نہیں مانتے تاکہ میں آپکے پیشواؤں کی تحریر سے ثابت کروں کہ آپ سچ کہتے ہیں

لامذہب۔ حضرت آپ نے دیکھ لیا ہوگا کہ ہمارے سوالات کا جواب کیا
دیا۔ اور ہم نے اپنے دعوے کے ثبوت میں کیسے واضح دلائل بیان کئے
اب چونکہ رات بہت گذر گئی ہے لہذا مناظرہ ختم کیجئے۔ السلام علیکم

جلسہ کا شور۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین

منہ پر جھوٹ بولنا تیرا ہی کام ہے۔ جاتا کہاں ہے جواب دے
یا لاجواب ہونا تسلیم کر۔ صدر صاحب نے عوام میں جب کھلبلی پائی تو
کھڑے ہوئے اور تقریر شروع کی۔ ادھر صدر صاحب نے تقریر
شروع کی ادھر مناظر اور لامذہبوں نے کتابوں کی پوٹ کھسکائی

خیر یہ ہوئی کہ کسی نے اس سے تعارض نہ کیا۔ ورنہ خوف فساد تھا

تقریر صدر

آخر الامر صدر صاحب نے فرمایا حضرات میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ بطفیل سرور کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم مخالف کو شکست اور سخت شکست فاش ہوئی حتے کہ حیاء انسانی مانع ہوا سے یہاں میری اختتامی تقریر تک جمنے اور ٹھہرنے کی بھی اجازت نہ دی۔ (اہل جلسہ نے نظر اٹھا کر اسٹیج کی طرف دیکھا تو مولوی عبد المجید بھی غائب غلہ تھی۔) شور ہوا یہ کب گیا۔ کدھر گیا) صدر صاحب نے فرمایا کہ آپ میری تقریر سننے میں مشغول ہو جنے وہ اپنے کام میں۔ میں نے دیکھا کہ اول تو ایک دو صاحب کے ذریعے شروع تقریر پر انہوں نے کتابوں کی پوٹ چلتی کی تھی۔ اسی اثنا میں مجمع میں سے یہ جا وہ جا ہو گئے۔

خیر جانے دیجئے۔ اب میں چند رائیں پیش کرتا ہوں۔ سب سے اول تو یہ کہ لاہور میں یہ پہلا مناظرہ ہے جس میں اس طرح حق و باطل کا روشن انکشاف ہوا۔ کیا وجہ ہے کہ ہم اپنی فتح پر ایک جلسہ نہ کریں جلسہ کی طرف سے شور۔

"ضرور کرنا چاہیئے"

میری رائے ہے کہ جلسہ میں حضرات غیر مقلدین کا نتیجہ ہو اور باہر سے بھی عالم بلائے جائیں جلسہ کا شور ضرور۔ ایک صاحب نے اس رائے سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ اس جلسہ کے لئے مولانا محمد یار صاحب سلمہ بہاولپوری اور جناب مولانا صاحب کے بڑے بھائی سید ابوالحسنات محمد احمد صاحب الوری کا انتخاب مناسب ہے جلسہ کا شور بہت مبارک رائے ہے

چنانچہ خاتمہ بخیر ہوا اور حرمین طیبین کا قدم ابن سعود نامسعود سے پاک ہونے کی دعا کر کے بخیر و خوبی جلسہ ختم ہوا۔

اللہ اکبر کے نعروں کے ساتھ

مولانا سید احمد صاحب کا جلوس ان کے دولتکدہ پر پہونچا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

اطلاع ضروری

حضرات حقیقت مناظرہ یہ تھی جسکو ساڑھے تین ورق میں جھوٹوں کے سچے امام نے چھاپا اور اخیر میں لکھکر کہ جناب مولوی سید احمد صاحب نے مناظرہ کے اثنا میں اپنی اخیر تقریر میں کہدیا تھا کہ چونکہ میری طبیعت ناساز ہے اور پبلک بھی بوجہ مشغولیت مناظرہ تھکی ہوئی ہے اس لئے میں آج ہی مناظرہ کو ختم کرتا ہوں الی آخرہ لکھکر۔ آگے چلکر چودھری عبدالکریم صاحب ممبر علاقہ و سب انسپکٹر علاقہ جو صدر جلسہ تھے ان پر الزام رکھکر لکھا۔ کہ اہل حدیث کی طرف سے اصرار ہوا کہ ابھی باقی مسائل پر مناظرہ نہیں ہوا۔ مگر صدر چودھری عبدالکریم ممبر علاقہ و سب انسپکٹر علاقہ نے کہا کہ آئندہ مناظرہ نہیں ہوگا تمام شد کر کے اہل سنت والجماعت کے نام سے چھ سات تصدیقی دستخط کروائے حالانکہ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ مصدقین میں سے سوائے ایک شخص کے کوئی اہل سنت والجماعت نہیں کوئی شیعہ کوئی مرزائی پھر شیعہ صاحبان سے جو دریافت کیا تو انہوں نے کہا شکست علانیہ لامذہبوں کو ہوئی ہمکو دھوکہ د

کر ہم سے دستخط لئے چنانچہ ان کا تحریری ثبوت نظر ناظرین ہے

مگر

قطع نظر امور بالا کے لامذہبیوں کا ایک نیا عقیدہ اور معلوم ہو گیا کہ ان کے زعم میں مرزائی - چکڑالوی شیعہ وغیرہ سب اہلسنت والجماعت ہیں حنفیہ حقیقی اہل سنت والجماعت اس جماعت کو بھی دلمیں ضرور سمجھتے ہونگے جنہیں جماعت بریلویہ لکھا ہے -

جی تو یہ چاہتا ہے کہ بقیہ دعاوے غیر مقلدین کے جواب بھی اسی مناظرہ میں بغرض افہام عوام نذر کردئے جائیں لیکن اصلی مناظرہ نے ہی پورا حجم اختیار کر لیا لہذا انشاء اللہ العزیز بطفیل سرور انام کسی دوسرے موقعہ پر مفصل بحث تحقیق کے ساتھ پیش کی جائے گی - اب ان عمائدین قلعہ گوجر سنگھ کی تصدیق پیش ناظرین ہے - جو اس مناظرہ میں اول سے آخر تک شریک رہے اور ان کے سامنے مناظر فریق مخالف کا وہ حشر ہوا جو جناب کو مطالعہ کتاب سے ظاہر ہوا ہوگا -

تصدیق اہل قلعہ گوجر سنگھ شہر لاہور

مندرجہ مناظرہ جو مابین مقلدین وغیر مقلدین قلعہ گوجر سنگھ میں ہوا تھا ہم تصدیق کرتے ہیں کہ اصل مناظرہ یہی ہے اور غیر مقلدین نے جو شش ورقی حقیقت مناظرہ چھاپ کر عوام کو دھوکہ دیا ہے کہ "وہ ہے" وہ سراسر طومار کذب کا پہاڑ ہے - اللہ راست گوئی کی توفیق دے -

دستخط مصدقین

ملک محمد الدین	بابو جان محمد
ملک بدر الدین نمبردار سابقہ رئیس اعظم	بابو چراغ دین
حاجی بدر الدین عطار	چودہری مولا بخش سوداگر چرم
سید محمد علی شاہ امام مسجد	سید رؤف احمد امام مسجد
بابو عبد الرحیم سکہ دار	چودہری عبد الکریم میونسپل کمشنر
منشی رحیم بخش ہیڈ کانسٹبل	مولوی نظام الدین
سید مظفر حسین ٹیچر اسکول گوالمنڈی	مولوی نور محمد نقشہ نویس

شکریہ از جانب مسلمانان قلعہ گوجر سنگھ

ہم حضرت مولانا مولوی سید ابو البرکات سید احمد صاحب کے تہ دل سے مشکور ہیں کہ انہوں نے ہماری ناچیز استدعا کو منظور فرما کر غیر مقلدین کو شکست دی اور ہم مذبذبین کو وادی ضلالت سے نکالکر صراط مستقیم پر قائم فرمایا۔ دعا کرتے ہیں کہ خدا مولانا ممدوح کو مع ان کے پدر بزرگوار حضرت استاذ العلما مولانا مولوی حاجی سید ابو محمد محمد دیدار علی شاہ صاحب مدظلہ تعالٰے ایسے

سروں پرتا دیر قائم رکھے اور ان کے فیوضات و برکات سے ہم جملہ مسلمانوں کو مستفید فرمائے۔ آمین ثم آمین بجرمتہ النبی الامین علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التسلیم والحمد للہ رب العلمین +

خادمان قوم۔ حاجی بدرالدین عطار۔ مولوی نظام الدین محمد ابراہیم از قلعہ گوجر سنگھ۔

دفتر مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور

میں جملہ مذاہب باطلہ وہابیہ نجدیہ دیوبندیہ غیر مقلدین وغیرہ کی تردید میں علماء اہلسنت والجماعت کثرھم اللہ تعالےٰ کی تصانیف و تالیف کا ذخیرہ موجود ہے۔ جن صاحبان کو اپنے مذہب کی حفاظت اور اغیار کی چالوں اور ابلہ فریبیوں سے دین و ایمان کو بچانا ہو وہ مولانا ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب الوری سے پتہ ذیل پر خط و کتابت کریں اور قیمتاً رسائل بذریعہ وی پی طلب فرمائیں۔

مسجد وزیر خان لاہور

شجرہ شریف خاندان نقشبندیہ

خداوندا بحقِ سرورِ ما — محمد مصطفےٰ پیغمبرِ ما

بحقِ حضرت صدیق اکبر — وفا پروردۂ غمِ پیمبر

بحقِ بحر علم و کانِ احساں — چراغِ محفلِ اصحاب سلماں

بحقِ قاسم انوار صدیق — حقیقت محرم اسرار صدیق

بحقِ وارث صدیق و حیدرؑ — خطابش صادق و نامست جعفر

بحقِ بایزید آں غوث بسطام — ز انوارش منور روم تا شام

بحقِ بوالحسن آں قطبِ عالم — سمیِّ مرتضیٰ شیخِ مکرم

بحقِ بوعلی پیر طریقت — بہار فقر و عرفان و حقیقت

بحقِ شیخ ابویعقوب یوسف — جمال افزائے اربابِ تصوف

بحقِ خواجہ عبدالخالق ما — کلیدِ گنجِ حکمت کانِ معنیٰ

بحقِ خواجہ کو عارف آمد — ز سرِّ کنتُ کنزاً واقف آمد

بحقِ خواجہ محمود نامی — ولایت منصبے والا مقامی

بحقِ کاشفِ انوار عرفاں — علیِ رامیتنی خواجہ عزیزاں

بحقِ خواجۂ بابا محمد — مشیخت پایۂ ارشاد مسند

بحقِ آں کہ نامِ او امیر است — مکمل عارف و کامل فقیر است

بحقِ خواجۂ حق آشنائی — بہاؤالدین طریقت پیشوائی

بحقِ قطبِ ارشادِ زمانہ — علاؤالدین حقیقت آشیانہ

بحقِ آں کہ یعقوب است نامش — فروغِ دیدۂ عرفاں مقامش

بحقِ ناصرالدین خواجہ احرار — عبیداللہ نورِ چشمِ اخیار

بحقِ آں کہ زاہد نام دارد — شرابِ معرفت در جام دارد

بحقِ شاہ معنی خواجہ درویش — بحقِ پیوستہ و آراستہ از خویش

بحقِ خواجگی کو حق نشاں بود — بعالم یادگارِ خواجگاں بود

بحقِ خواجہ عبدالباقی ما — نگاہِ حق نمایش نور آسا

بحقِ حضرتِ شیخِ مجدد — سمیٔ مصطفٰے عالی محامد

بحقِ خواجہ محمدالدین معصوم — کہ شہرت یافتہ از ہند تا روم

بحقِ نقشبنداں حجت اللہ — ابوالقاسم علیہ رحمۃ اللہ

بحقِ آبروے فقر و ارشاد — زبیر آں قبلۂ اقطاب و افراد

بحقِ مشرقِ صبحِ ولایت — ضیاء اللہ پیرِ باہدایت

بحقِ خواجۂ ما شاہ آفاق — بفقر اندر علم در معرفت طاق

بحقِ فضلِ رحماں قبلۂ جاں — کہ نامش میفزاید نورِ ایماں

بحقِ پیر و مرشد شاہِ دیدار — کہ آمد وارثِ سلطانِ ابرار

بحقِ جملہ پیرانِ طریقت — بکن راہ واصل حق

بامدادِ خود او را شاد گرداں — گرفتارِ خود و آزاد گرداں

شہودِ خویش کن مارا کرامت — بحالِ ما فگن چشمِ عنایت

الٰہی بحقِ ہمہ اولیا — نگہدار مارا ز رنج و بلا

شجرہ شریف پیران خاندان قادریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٰہی بحرمت حضرت سرورِ دوعالم احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم الٰہی بحرمت
حضرت امیر المومنین مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الٰہی بحرمت امام حسن علیٰ جدہ وعلیہ السلام
الٰہی بحرمت حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت حضرت سید عبداللہ محض
رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت حضرت سید موسیٰ الجون رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت حضرت
سید داؤد مورث رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت حضرت شیخ سید یحییٰ زاہد رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت
حضرت سید موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت حضرت سید ابوصالح رضی اللہ عنہ الٰہی
بحرمت غوث الاعظم محبوب سبحانی حضرت سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت حضرت
عبدالرزاق رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت حضرت سید شرف الدین قتال رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت
حضرت سید عبدالوہاب رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت حضرت شیخ سید بہاؤ الدین رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت
حضرت سید عقیل رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت حضرت سید شمس الدین صحرائی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت سید گدا رحمان رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت سید فضیل رضی اللہ
عنہ الٰہی بحرمت حضرت شاہ کمال کیتھلی رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت
حضرت شاہ سکندر رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت حضرت امام
ربانی محبوب صمدانی شیخ احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت ایشان عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم رضی

الٰہی بحرمت حجۃ اللہ محمد نقشبند رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت
حضرت قبلہ عالم خواجہ محمد زبیر رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت ضیاء اللہ نقشبندی
رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت حضرت شیخ المشائخ
محبوب خلائق امام الطریقہ شاہ محمد آفاق
رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت
قطب الاقطاب مجدد دوران
سیدنا و مولانا فضل
الرحمان رضی اللہ
عنہ

الٰہی بحرمت قبلہ عالم محدث وقت استاذنا و مولانا حضرت ابو محمد محمد
دیدار علی شاہ مدظلہ العالی۔ الٰہی بحرمت ایں ہمہ پیران طریقت خویش خاکسار
را از مقبولان خویش گردان

نوٹ:۔ صدقات و زکوٰۃ ادا کرتے وقت طلبائے مدرسہ مرکزی
انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کو یاد رکھیئے۔

ہیو پرنٹنگ پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام ۔ ایم
... صاحب پروپرائٹر چھپا

الٰہی بحق ہمہ اولیاء